بفیض روحانی: تاجدار اہلِ سنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہما

عطیۂ ربّانی
در مقالۂ نورانی

از

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا
مفتی بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان

باہتمام:

خلیفۂ حضور بدرِ ملت و حضور تاج الشریعہ و علامہ میلسی صاحب قبلہ
حضرت مولانا عبد الصمد قادری رضوی
قادری منزل، رضوی گلی، محلہ بابو گنج، رفیع گنج ضلع اورنگ آباد، بہار
موبائل: 9764135477

ناشر
تنظیم فیضانِ اعلیٰ حضرت
سیونڈیہہ، آزاد نگر، ضلع بکارو (جھارکھنڈ)

Scanned with CamScanner

پردے کا شرعی حکم

برادرانِ اسلام! دور حاضر میں جس طرح کفر و شرک، بدعقیدگی اور بے دینی، گمراہی اور بدمذہبی کا زور ہر طرف جس تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے اسی رفتار کے ساتھ بے حیائی اور بے پردگی کا سلسلہ بھی، سینما، ٹی وی، موبائل، مخلوط تعلیم گاہوں اور نوکریوں کے ذریعہ مسلمانوں میں زور پکڑتا جا رہا ہے۔ اس عالمگیر بے حیائی اور بے پردگی نے بالغہ لڑکیوں اور عورتوں کو جانوروں اور چوپاؤں کے قطاروں میں کھڑا کر دیا ہے۔ اور اہل اسلام کو مذہبی فرامین پر عمل کرنے سے کوسوں دور کر دیا ہے۔ ایسے ہی ناگفتنہ بہ احوال کا نقشہ کھینچتے ہوئے بہت پہلے ڈاکٹر اقبال صاحب نے کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود

ایسے ناموافق حالات میں بہ نیت خیر خواہئ مسلمین لڑکیوں اور عورتوں کو نوکری کرنے اور کروانے نیز اسکول و کالج میں تعلیم دلوانے سے متعلق حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کا شرعی فتویٰ پیش کر رہا ہوں۔ مولائے کریم ایمان والوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

سوال: عورت کو غیر محرم کے یہاں کسی نامحرم کے ساتھ گورنمنٹ کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر محرم کے یہاں نامحرم کے ساتھ عورت کو ملازمت کرنے کے لیے پانچ شرطیں ہیں۔ اوّل: کپڑے باریک نہ ہوں، جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ جھلکے۔ دوم: کپڑے تنگ اور چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئات ظاہر کریں۔ سوم: بالوں، گلے، پیٹ، کلائی، پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ چہارم: کبھی نامحرم کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔ پنجم: ملازمت کی جگہ پر رہنے یا باہر آنے جانے میں کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر یہ پانچوں شرطیں پائی جائیں تو عورت کو ملازمت کرنے میں حرج نہیں اور اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو عورت کو ملازمت کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ نویں جلد میں ہے: وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

(منقول از فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ / ص ۵۷۶)

کتبہ: جلال الدین احمد امجدی

پیش کردہ: عبدالصمد قادری، رفیع گنج اورنگ آباد (بہار)

Scanned with CamScanner

بفیض روحانی: تاجدار اہلِ سنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہما

عطیہ ربانی در مقالہ نورانی

از

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا
مفتی بدرالدین احمد صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان

باہتمام

خلیفۂ حضور بدرِ ملّت و حضور تاج الشریعہ و علامہ میلسی صاحب قبلہ
حضرت مولانا عبد الصمد قادری رضوی
قادری منزل، رضوی گلی، محلہ بابو گنج، رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد، بہار
موبائل: 9764135477

ناشر
تنظیم فیضانِ اعلیٰ حضرت
سیونڈیہہ، آزاد نگر، ضلع بکارو (جھارکھنڈ)

Scanned with CamScanner

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا ۞ نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

کلماتِ تصغیر کا اِستعمال

سرکارِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی شان میں کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ جَلَّ مَجْدُہٗ کی ہر شان بڑی نرالی، اس کی ہر صفت بہت انوکھی نہایت عجیب وغریب نادر و بدیع ہے۔ وہ ہر چیز دیکھتا ہے مگر آنکھ سے پاک ہے۔ ہم لوگ آواز دھوا نہیں دیکھ سکتے مگر وہ آواز دھوا بھی دیکھتا ہے۔ وہ ہر چیز سنتا ہے لیکن کان سے پاک ہے۔ وہ کلام

کرتا ہے مگر زبان سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز جانتا ہے مگر ذہن سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز پہچانتا ہے لیکن دماغ سے پاک ہے۔ وہ اپنے ہر وصف میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ ، بے ہمتا و یکتا ہے۔ وہ عالِم ہے، قادر ہے، مالک ہے۔ اس طرح کہ عالِم ہونے میں اکیلا، قادر ہونے میں تنہا، مالک ہونے میں یکتا ہے۔ وہ خالق ہے۔ اِلٰہ ہے، اس طرح کہ صفتِ خالقیت میں یگانہ اور وصف الوہیت میں متوحد و منفرد ہے۔ جَلَّ جَلَالُہٗ وَتَعَالٰی شَانُہٗ

وہ اس امر کا اختیار رکھتا ہے کہ اپنے بندوں کو اپنی بعض صفات کا عکس و جلوہ عطا فرمائے۔ مثلاً وہ عالِم ہے، اپنے بندوں کو عالِم بنا سکتا ہے۔ وہ قادر ہے اپنے بندوں کو قادر بنا سکتا ہے۔ وہ مالک ہے اپنے بندوں کو مالک بنا سکتا ہے۔ وہ عجز و بے بسی سے پاک ہے۔ اور ہاں اس کی بعض صفتیں ایسی بھی ہیں جن کا عکس و جلوہ بندوں پر واقع ہونا محال ہے۔ مثلاً وہ خالق ہے۔ معدوم و نیست اشیاء کو وجود و ہستی بخشنا اسی کا کام ہے۔ اور وہ اِلٰہ ہے۔ ساری کائناتِ عالَم پر خدائی کرنا اُسی کی شان ہے۔ تو چوں کہ بندہ حادث و مخلوق ہے اور کوئی مخلوق شئی، خالق اور خدا نہیں بن سکتی اِس لئے اِن دونوں صفتوں کا عکس بندہ کو حاصل ہونا محال ہے۔

پھر جہاں اس قادر و مختار رَبُّ الْعِزَّةِ تَعَالٰی شَانُہٗ نے اپنے بہتیرے بندوں کو اپنی بہت سی صفتوں کا عکس بخشا ہے، وہاں

اس نے اپنی صفت اَحَدِیَت (یکتائی) کا عکس اپنے محبوب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ اس نے ساری کائنات کے وجود سے پہلے اپنے محبوب کا نور پیدا کیا پھر سرکار ہی کے نور سے عالم کی یکے بعد دیگرے ہر چیز پیدا فرمائی تو سرکار، اوّل مخلوق ہونے میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ اس نے اپنے حبیب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو خَاتَمُ النَّبِیّٖن بنایا تو سرکار آخِرُالْاَنْبِیَاء ہونے میں تنہا اور بے ہمتا ہیں۔ اس نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن قرار دیا تو سرکار رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہونے میں یگانہ و منفرد ہیں۔ اُس نے سرکار کو سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن بنایا تو سرکار سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن ہونے میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ اس نے سرکار کو اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْن بنایا تو سرکار اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْن ہونے میں تنہا و بے ہمتا ہیں۔

اعلیٰحضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دیوان حدائقِ بخشش میں حضرت جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وہ قول جسے انھوں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں عرض کیا تھا، نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

یہی بولے سدرہ والے — چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے — ترے پائے کا نہ پایا
تجھے اِک نے اِک بنایا

یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے باشندہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ یارسول اللہ میں نے کائنات کی ساری آبادیوں کو چھان ڈالا۔ ایک سے ایک رتبہ والے کا مشاہدہ کیا مگر ان میں کسی کو بھی آپ کے مرتبہ کا نہ پایا۔ تو اس چھان بین کے بعد حرفِ آخر یہ ہے کہ آپ کو یکتا خدائے تعالیٰ نے یکتا پیدا کیا ہے تو آپ کی برابری کا کوئی دوسرا کیوں کر ہو سکتا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی رَسُوْلِنَا الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّۃُ۔

جہاں اس مالک الملک ربّ العزّت نے اپنے یگانہ و بے ہمتا حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو زمین و آسمان کی بادشاہت عطا فرما کر حضرت سیّدنا جبرئیل امین و حضرت سیّدنا میکائیل کو سرکار مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا آسمانی وزیر و حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرکار کا زمینی وزیر مقرر کیا وہیں اس نے سرکار اقدس کی بارگاہِ قدس کے آدابِ شاہی بجالانے کا قانون وضابطہ، دستور وقاعدہ خود ہی بنا کر نافذ فرمایا۔ چنانچہ بارگاہِ رسالت میں حاضری دینے والوں کو حکم دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم میرے نبی کی بارگاہِ عظمت میں پست آواز سے بات کرو، زور سے نہ بولو اور گفتگو میں جو کلمہ ولفظ استعمال کرو وہ ادب و تعظیم میں ڈوبے ہوئے ہوں یہاں تک کہ میرے نبی کی شان رفیع میں اس لفظ کے بولنے سے بھی قطعی پرہیز کرو جس کا ایک معنی ادب وعظمت والا ہو لیکن اس کا دوسرا معنی بے ادبی کا پہلو رکھتا ہو۔

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

یعنی اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۲۶)

اور دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے :-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

یعنی اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(ترجمہ رضویہ پارہ اوّل)

ترمذی شریف، باب المناقب، جلد ثانی، ص ۲۱۱ میں ہے :-

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ

Scanned with CamScanner

وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ۔

یعنی حضرت ابو سعید خدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس شان کا کہ اس کے دو وزیر باشندگانِ آسمان میں سے اور دو وزیر باشندگانِ زمین میں سے ہیں۔ اب رہے باشندگانِ آسمان میں سے میرے دو وزیر، تو وہ جبرئیل و میکائیل ہیں اور رہے باشندگانِ زمین میں سے میرے دو وزیر تو وہ ابوبکر و عمر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

از ابتدائے آفرینش عالم تا ایں دم پوری کائنات میں کیا کوئی ایسا شہنشاہ ہوا ہے جس کے دربار کے آداب شاہی کے قانون و ضابطہ کو خود اللہ رب العزۃ جل مجدہ نے مقرر کیا ہو اور اس کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا ہو، نہیں نہیں ہزار بار نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سرکار اعظم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خداداد شہنشاہیت میں بھی یگانہ، منفرد، ممتاز، بے ہمتا و یکتا ہیں وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ جَلَّ شَانُہٗ۔

رَاعِنَا اور اُنْظُرْنَا والی آیتِ کریمہ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا اور صاف صاف بتا دیا کہ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادب سے گرے ہوئے الفاظ یا قبیح معنی والے کلمات بولنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں۔ اور جو نہ مانے وہ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کے مصداق ہیں

قطعی داخل ہو جائے گا۔ وَالعِیاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ مِنَ الکُفرِ وَالطّغویٰ۔
اور جب شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عظمت کے حق میں رَاعِنَا کا کلمہ بولنا حرام و کفر قرار پاچکا تو اس بارگاہِ جلال کی شان میں تصغیر کا کلمہ استعمال کرنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ رَاعِنَا کا کلمہ تو ادب والا ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ یہ ہے۔ "ہماری رعایت فرمائیں"، ہم پر مہربانی کریں۔ صحابۂ کرام جب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول کو پوری طرح سن نہ پاتے تو یوں عرض کرتے:

رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط

اے اللہ کے رسول ہم پر مہربانی فرمائیں یعنی اپنے قول کو دوبارہ سنا دیں۔ حضرات صحابہ حسبِ ضرورت سرکار کی شان میں یہ کلمہ بولتے رہے لیکن جب بعد میں گستاخِ رسالت منافقین اسی لفظ رَاعِنَا کو ایک قبیح معنیٰ مراد لے کر بولنے لگے تو بارگاہِ احدیت جل جلالہ نے باآں حلم و کرم منافقین کے اس نفاق کو برداشت نہ فرمایا اور عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حمایت میں فرمان نافذ کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ اب میرے مصطفےٰ کی بارگاہ میں رَاعِنَا کا کلمہ بولنا شدید ترین جرم ہے۔ اور جو نہ مانے اس کے لیے دردناک سزا ہے۔

اور رہا تصغیر کا لفظ تو وہ اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ کسی شئے کو حقیر و بے قدر بتلائے۔ مثلاً: حاجی کی تصغیر حجیا، مولانا کی تصغیر مُولنْوَا سیٹھ کی تصغیر سیٹھوا، سیٹھلی، پردھان کی تصغیر پردھنوا، پردھنلی،

عالم کی تصغیر عُلَیْمِلِی۔ حافظ کی تصغیر حُفَیْظِی۔
لیکن یہ امر بھی قابلِ تسلیم اور واقع کے مطابق ہے کہ تصغیر کا لفظ ہمیشہ تحقیر ہی کے لیے نہیں بولا جاتا، بلکہ کبھی محبت، پیار اور دُلار کے اظہار کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے بچّہ کی تصغیر بَچُوَا۔ بہن کی تصغیر بہنی۔ بھائی کی تصغیر بھیّا۔ بلکہ کسی شئے کو جسامت والا یعنی بڑا بتانے کے لیے بھی کلمۂ تصغیر آتا ہے۔ مثلاً؛ ناک کی تصغیر ناکڑا۔ جو بھاری بھرکم ناک کے حق میں بولا جاتا ہے۔ اور چادر کی تصغیر چدرا۔ جو بڑی چادر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور جب یہ امر واضح اور بے پردہ ہو گیا کہ کلمۂ تصغیر اصل میں تحقیر اور استخفاف کے لئے وضع ہوا ہے تو بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں براہِ راست یا بالواسطہ اس کا استعمال کرنا رَاعِنَا سے کہیں زیادہ شرعاً ممنوع رہے گا۔ کیوں کہ رَاعِنَا کی اصل وضع تحقیر کے لئے نہیں، اس کی ممانعت کا سبب ایک بالائی عارضی امر ہے۔ اور رہی کلمۂ تصغیر کی اصل ساخت اور بناوٹ تو وہ معنی تحقیر ہی کے لئے ہے۔ پھر یہی وجہ ہے کہ پیشوایانِ دین فقہائے شریعت نے کلمۂ تصغیر کی اصل وضع پر نگاہ رکھ کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں اس کا بولنا اگر بطور تحقیر ہو تو صریح کفر قرار دیا ہے اور اگر بطور محبت ہو تو سخت ممنوع و حرام ٹھہرایا ہے۔ مثلاً؛ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس چادر کو چدریا۔ سرکار کے مقدس راستہ کو ڈگریا۔ سرکار کے بابرکت نگر کو نگری یا نگریا۔ سرکار کے چہرۂ انور کو مکھڑا۔ سرکار کی مقدس آنکھ کو انکھڑیا

سرکار کے مقدس آنگن کو آنگنوا۔ سرکار کے مبارک دروازہ کو دُوریا۔ سرکار کی قدسی نظر کو نظریا اور نجریا۔ سرکار کے مقدس کاشانہ کو بکھریا۔ سرکار کے مقدس کمبل کو کملی یا کملیا۔ سرکار کے مقدس بال کو بلوا۔ سرکار کی ذاتِ قدسی کو عربی سنوریا یا عربی سجنوا۔ بولنا، پڑھنا اور لکھنا تحقیر کی صورت میں کفر اور محبت کی صورت میں کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے۔

سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رسولِ اعظم ہیں۔ فقہائے اسلام نے تو سرکار سے نسبی تعلق رکھنے والے سادات کرام اور سرکار کی نیابت والے علمائے دین کے حق میں بطورِ تحقیر کلمۂ تصغیر بولنے والے کو کافر ٹھہرایا ہے۔ فقہ کی جلیل القدر کتاب مَجْمَعُ الْاَنْہُرْ شرح مُلْتَقَی الْاَبْحُرْ میں ہے:۔

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم او لعلوي علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر ۵ (منقول از فتاویٰ رضویہ، جلد ششم ص ۲۶)

یعنی آلِ رسول ساداتِ کرام و علمائے دین کی تحقیر و بے قدری کرنا کفر ہے۔ اور جو شخص تحقیر کا قصد کرتے ہوئے کسی عالمِ دین کے حق میں عُلمَی یا مولویا کہے یا کسی علوی کے حق میں (کلمۂ تصغیر) علویا بولے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان عقائد اہلِ سنت کی کتاب "المعتقد المنتقد" مطبوعہ استنبول ترکی ص ۱۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

Scanned with CamScanner

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَوْقَالَ لِشَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُعَيْرٌ فَقَدْ كَفَرَ۔

یعنی علمائے دین نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بال کو بلوا کہے تو بے شک وہ کافر ہو گیا۔

پھر مذکورہ بالا متن کی شرح کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب " المعتمد المستند " ص۱۵۱ میں تحریر کرتے ہیں:۔

" ای بالتصغیر علی وجه التحقیر وقدمنا ان التصغیر فیما یتعلق به صلی الله تعالی علیه وسلم ممنوع مطلقا، وان کان علی جهة المحبة بل قد یجیٔ للتعظیم ومثاله فی لساننا "ناکڑا" فی تصغیر "ناك" ای الانف لا یقال الا فی الانف الجسیم ومع ذلك فالایهام کاف فی المنع والتحریم وقد نهی العلماء ان یقولوا مُصَیْحِفٌ اَوْ مُسَیْجِدٌ فلیجتنب ما اقتحمه بعض الشعراء الذین هم فی کل واد یهیمون من قولهم فی النعت الکریم مکھڑا۔ او انکھڑیاں۔ وامثال ذلك "

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بال کو

اس کی تصغیر کرتے ہوئے حقارت کے طور پر "بلوا" کہنے والا ضرور کافر ہو گیا اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کے حق میں تصغیر کا لفظ بولنا ہر طرح ناجائز ہے اگرچہ پیار، محبّت کے طور پر ہو بلکہ تصغیر کا لفظ کبھی تعظیم کے لئے بھی آتا ہے اور اس کی مثال ہماری "اردو" زبان میں ناکڑا ہے جو ناک کی تصغیر ہے۔ ناکڑا کا لفظ صرف بھاری بھر کم بڑی ناک کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ اور باوجود اس کے (کہ تصغیر کا لفظ بطور محبّت بھی بولا جاتا ہے) لیکن پھر بھی معنی وضعی اصلی کا دھیان آسکنا اس کو ممنوع و حرام قرار دینے کے لئے کافی ہے اور بے شک (مصحف کو) مصحفوا کہنے یا (مسجد کو) مسجدیا بولنے سے علمائے دین نے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا مکھڑا یا انکھڑیاں اور اس جیسے دوسرے کلمات تصغیر جنھیں ہر وادی ہر نالہ میں بھٹکنے والے بعض شعرا نے نعت شریف میں گھسیٹر رکھا ہے ان سے بچنا، پرہیز کرنا لازم ہے۔

اب ہم عظمتِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ہندوستان کے نعت گو شعراء جناب بیکلؔ صاحب بلرام پوری قادری رضوی عزیزی، جناب اجملؔ صاحب سلطان پوری، جناب شمسؔ الہ آبادی، اور جناب مولانا عبدالوحید صاحب قادری رضوی حشمتی ساکن پیپرا شریف ضلع گونڈہ، کو اس امر کی یاددہانی کرانا چاہتے ہیں کہ آپ حضرات کے نعتیہ کلام میں شہنشاہِ عرش و دنا سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے متعلق اور سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے حق میں تصغیر کے الفاظ

جگہ جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ حضرات کی سنّیت کے پیشِ نظر یہ حسنِ ظن صحیح ہے کہ آپ حضرات اپنے نعتیہ کلام میں زیرِ بحث کلمات تصغیر صرف بطور محبّت ہی استعمال کئے ہیں۔ لیکن چوں کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بلند و بالا برتر و اعلیٰ بارگاہ میں بطور محبّت بھی زیرِ بحث تصغیر کا استعمال حرام ہے شرعًا ہرگز جائز نہیں۔ اس لئے آپ حضرات اپنا دین سدھارنے اپنی عاقبت سنوارنے اور عظمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے سچی وفاداری نکھارنے کے لئے اس بدعتِ سیئۂ منافیِ عظمتِ نبویّہ کے ازالہ کی فکر شدید کریں۔

جب تک سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی اس اہم شان کی پہچان نہ کرادی گئی تھی اس وقت تک ناواقفیت کا سہارا لیا جاسکتا تھا مگر اب جب کہ زیرِ بحث تصغیر کی ممانعت کے سلسلے میں عقائد و فقہ کی کتابوں سے علمائے دین اور اعلیٰ حضرت کے ارشادات پیش کر دیئے گئے تو بارگاہِ سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی عظمت و رفعت کے سامنے سرکار کے ہر وفادار غلام کو بے چون و چرا سرِ تسلیم خم کر دینا ضروری ہے۔

اور ہاں ہوشیار! خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ عظمتِ نبوّت کا سب سے پہلا اور بڑا دشمن "ابلیس" دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ جس طرح ایک صاحبِ علم اپنی شستہ شگفتہ ادبی زبان میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی مدحت و تعریف کرنے کا حق رکھتا ہے یوں ہی کم علم والا گنوار بھی جذبۂ محبتِ رسول سے متأثر ہو کر اپنی ژولیدہ زبان اور کھڑی دیہاتی بولی میں سرکار کی محبت و عظمت کا گیت گا سکتا ہے۔ لہٰذا سرکار کے حق میں زیرِ بحث کلماتِ تصغیر کا استعمال پیار

اور محبت کے لئے جائز ہے۔ مَعَاذَ اللّٰہِ تَعَالیٰ

اس وسوسۂ شیطانی کا جواب یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی محبت مسلمانوں پر فرض عین قرار دی ہے۔ وہیں اس نے سرکار کی تعظیم کو اَهَمُّ الفَرَائِض ٹھہرایا ہے۔ ایمان و اسلام قبول کرتے ہی پہلا فرض تعظیم رسول ہی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۔ (قرآن مجید، سورۃ الفتح، پارہ ۲۶)

یعنی (اے پیارے مصطفےٰ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(ترجمۂ رضویہ کنز الایمان، ص ۱۱۴)

پھر دوسری جگہ رب العزۃ جل مجدہٗ محبت رسول میں سرشار صحابیوں سے ارشاد فرماتا ہے :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔

یعنی اے ایمان والو! (میرے عظمت والے رسول کے حق میں) راعنا نہ بولو۔ پھر خود ہی صحابہ کرام کو سکھاتا ہے :۔

وَقُولُوا انْظُرْنَا

اور (میرے رسول سے رَاعِنَا کی جگہ) اُنْظُرْنَا بولو۔

اللہ اللہ کتنی اونچی شان ہے عظمتِ رسولِ پاک کی بارگاہِ احدیت جل شانہ میں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی رَسُوْلِنَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ط

قابلِ غور امر یہ ہے کہ رَاعِنَا بولنے سے صرف ممانعتِ ربّانی ہی کافی تھی پھر حضرات صحابہ خود ہی رَاعِنَا کی جگہ کوئی دوسرا لفظ منتخب کر لیتے یا صحابۂ کرام سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے دریافت کر لیتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم لوگ رَاعِنَا کی جگہ کون سا لفظ بولیں؟ مگر ربّ العزۃ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ جل شانہٗ کی عنایت بے پایاں تعظیمِ رسول کی طرف کتنی زیادہ اور شدید ہے کہ اس نے کھرے ایمان والے، بے لوث محبّت والے صحابہ کو انتخاب لفظ کا موقع نہ دیا اور خود ہی رَاعِنَا کی جگہ اُنْظُرْنَا بولنے کی تعلیم دی تو جہاں جذبۂ محبّت رسول، تعظیم رسول سے ٹکرائے گا وہ جذبۂ محبّت نہیں پوشیدہ عداوتِ رسول کا اُبال ہے۔ خوب یاد رکھو کہ محبتِ رسول اور تعظیم رسول یہ دونوں اوصاف آپس میں لازم وملزوم ہیں، ایک دوسرے سے کبھی جُدا نہیں ہو سکتے۔ جس دل میں کھری، بے لوث محبّتِ رسول ہے اسی دل میں سچی تعظیم رسول ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سیاسی، زبانی اور مصنوعی حبِّ رسول، سچی تعظیمِ رسول کے بغیر پائی جائے اور یوں ہی سیاسی، مصنوعی

Scanned with CamScanner

تعظیم رسول، حبِ رسول کے بغیر پائی جا سکتی ہے۔ لہٰذا مصنوعی محبت کی آڑ لے کر تعظیم رسول سے متعلق قانون ربانی توڑا نہیں جا سکتا۔ اور اگر شیطانی خیال سے متأثر ہو کر تعظیم رسول سے متعلق قانونِ الٰہی توڑنے کی جسارت کی گئی تو توڑنے والے کو وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کے آسمانی تازیانہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

بے شک ہر وفادار غلام کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کا گیت اپنی ٹھیٹ مادری بولی، ہندی بھاشا میں پڑھنے اور سنانے کا حق ضرور حاصل ہے اور اس میں تصغیر کے کلمات بھی وہ بے روک ٹوک استعمال کر سکتا ہے مگر سرکارِ اعظم شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی مقدس ذات کے متعلق یا سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے حق میں اسے کلماتِ تصغیر استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔

خود سرکارِ اعلیٰحضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نعتیہ کلام میں کلماتِ تصغیر کا استعمال فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی — من بے کس و طوفاں ہوش رُبا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا — موری نیّا پار لگا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ — رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک — طیبہ سے ابھی نہ سُنا جانا

وَاھًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ — آں عہدِ حضور بار گہت

جب یاد آوت موہے کر نہ پرت　　　　دَردا وہ مدینہ کا جانا

توضیح:- ناؤ کی تصغیر نیّا۔ لب (فارسی) کی تصغیر لبک۔ جی (ہندی بمعنی دل) کی تصغیر جیرا۔ ساعات (عربی) کی تصغیر سُوَیْعات۔ دیکھئے اردو، ہندی، فارسی اور عربی چاروں زبان کے کلماتِ تصغیر اس نعتیہ کلام میں آئے ہیں مگر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس سے ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ایسی صورت میں ان کا استعمال بے کھٹک جائز ہے۔

جن نعت گو شعراء کا تذکرہ سابق میں ہوا یہاں ہم نشاندہی کے لئے ان کے اور بعض دوسرے اہل سخن کے مطبوعہ نعتیہ کلام سے بطور نمونہ کچھ اشعار ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف کلمات تصغیر استعمال ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو

عرش کا جلوہ ص ۱۲　　　　تصنیف بیکل بلرام پوری

کتنی دلکش ہے طیبہ نگریا　　　　نور ہی نور ہے چاروں اوریا
ہوگیا کوئی صدیق اکبر　　　　پڑ گئی جس پہ ان کی نجریا
وہ جو چاہیں تو دنیا بدل دیں　　　　چاند ڈو کر دے ان کی انگریا
کیسے کہہ دیں کہ ہم سے بشر ہیں　　　　نوح کی جس نے کھے دی نوریا
حشر تک بھیک بٹتی رہے گی　　　　جب سلامت ہے ان کی ڈوریا

لے لئے گود میں ابرِ رحمت   یاد آئی جو کاری کمریا
میرے آقا مجھے بھی بلا لو   میں نے اب تک نہ دیکھی بکھریا

نغمۂ بیکل تصنیف بیکل بلرام پوری

زمانہ کے داتا مدینہ کے باسی بلا لیتے مجھ کو بھی اپنی نگریا ص ١٣
تو کچھ نہ بگڑتا دو عالم کے رہبر ہو جاتی دکھی پر کرم کی نجریا ص ١٤

تمہاری بکھریا، عرب کی ڈگریا، حبیبِ خدا کی اٹھی جو انگریا ص ١٤

کون جیبھ سے کو دکھانے مکھڑا عربی ساجن کا ص ١٥

آکاش چھوئیا ۔ عرب کے بسیا ۔ سورج کے پلٹوئیا ص ١٦
بکری کے چرئیا ۔ ناؤ کے کھوئیا ۔ پاپ کے بخشوئیا ص ١٦

لو بکریاں چرانے آئے عربی رسیا ص ١٧
چلے زندگی بنانے نبی کی ڈوریا ص ١٧

بن دیکھے جی نہ مانے نبی کی نگریا ص ٢١
کوئی آجائے بنائے طیبہ نگریا ص ٢١

Scanned with CamScanner

نبی جی گھات میں ہیں ٹھگ ہارے ص ۲۸

مدنی گوسیّاں پڑوں تورے پیّاں ص ۳۰
عربی سنوریالی ہو نہ خبریا ص ۳۰

پیام مسرت ۔ نور کی برکھا تصنیف بیکل بلرام پوری

بطحا نگری کے بسیّا عرش پر چھن ماں جو یّا ص ۱۶
نوح کی نیّا کھویّا ص ۱۶

مہمانِ عرش تصنیف اجمل سلطان پوری

ہے رے پون کہیو عربی سجن سے جیہو جو طیبہ نگریا ص ۹

ے یہاں جی کا لفظ ، کلمۂ تصغیر نہیں ۔ مشرکینِ ہند کے محاورے میں کلمۂ تعظیم ہے جیسا کہ وہ بولتے ہیں گنگا جی ، اجودھیا جی ، گاندھی جی ۔ کلمۂ تعظیم ہی کا اعتبار کر کے مسلمانوں میں بھی اس لفظ کا استعمال محدود چند افراد کے حق میں رائج ہے ۔ جیسے حافظ جی ، سیٹھ جی ، میاں جی شاہ جی ، پیر جی ۔ لیکن بایں ہمہ سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام اقدس کے ساتھ اس کی ترکیب گوش خراش ہوتے ہوئے اسلامی محاورہ نہیں ۔ لٰہذا سرکار اقدس کو نبی جی کہنے سے پرہیز کرنا ہے ۔ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

Scanned with CamScanner

کہو کہ اجمل کل نہیں پاوت تم بن مدنی سنوریا

ص ۹

نور مجسم مشتمل بر کلام اجمل و شمس

اپنے اجمل کو بلوتیو اپنی ادریا
بھولی امت پر ہو دیا کی نظریا

ص ۳۸

آقا برس دے تیو نور کی اُجریا
دیکھے کاش یہو خلد کی بکھریا

ص ۳۹

چاند سے پیارا مکھڑا، اجمل چاندنی جیسا پیار

ص ۴۰

بہار طیبہ و صہبائے نور کلام شمس الہ آبادی

کالی کملیا دوش پر ڈالے نور مجسم آئے۔ بہار طیبہ ص ۲۳
اب دکھا دو مدینہ نگریا موہے۔ تم سے بنتی کروں۔ صہبائے نور ص ۷

جذبۂ مسلمان تصنیف مولانا عبدالوحید حشمتی گونڈوی

غریبوں کے ماوی یتیموں کے ملجا دکھا دیجئے ہم کو اپنی نگریا ص ۱۲
سنور جائے تقدیر ہم عاصیوں کی اگر آپ کر دیں کرم کی نظریا ص ۱۲
اٹھی جب ہمارے نبی کی انگریا
ص ۱۲

نہ بھولے سر عرش اور لامکاں میں
شفاعت پہ ہے جس نے باندھی کمریا — ص ۱۲

ہے جنت سے افضل نبی کی نگریا — ص ۱۲

کب بلائی ہو آفت اپنی ڈُوریا — ״
جانے کہیا دیکھ بے طیبہ نگریا — ״

ڈکھیَنْ پہ رَاکھو آفت دیا کی نجریا — ص ۲۸

کلام روشن تصنیف روشن بستوی ساکن بھدوکھر بازار بستی

تمہرے مکھڑے پر نثار — ص ۲۶

کملی والے عربی سجنوا موہے دَرشنوا دِیدو نا ئے — ص ۲۰

طیبہ نگریا، اپنے اَگنوا، کرم کی نظریا — ״

تورے ڈُوریا — ص ۱۰

عرب کے بستیا ۔ توری نِسدن جوہوں ڈگریا — ص ۹

توری بکھریا ۔ ٹار و مکھ سے آج چدریا — ص ۹

جناب رازؔ الہ آبادی قادری رضوی مصطفوی

کی ایک مشہور و معروف مطبوعہ نعت شریف کے مندرجہ ذیل شعر میں بھی زیر بحث کلمہ تصغیر کا استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو :-

Scanned with CamScanner

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

حضراتِ قارئین !

ہماری اس نشاندہی کے دو مقصد ہیں۔ اول یہ کہ حضرات نعت گو شعراء صرف سامنے ہی نہ دیکھیں کہ ان کی مانگ زیادہ ہے۔ عوام میں ان کی بے حد مقبولیت ہے۔ ان کے رسیلے نغموں سے حاضرینِ محفل مست اور بے خود ہو جاتے ہیں اور لمبے لمبے نذرانے ملتے ہیں بلکہ پیچھے مڑ کر بھی دیکھیں کہ ان کی اس طرح کی نعت گوئی سے عظمتِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی زیادہ حق تلفی ہو چکی اور ہو رہی ہے۔ نعت گوئی کا بنیادی نصب العین تو سرکار کی عظمت کا پرچم لہرانا اور قلوب مسلمین میں سرکار کے وقار و دبدبہ کا سکہ جمانا ہے۔ حضرات شعراء اپنے نعتیہ کلام میں استعمال کردہ کلماتِ تصغیر خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں پھر فیصلہ کریں کہ ان کلماتِ تصغیر سے سرکار کی عظمت و توقیر کا جھنڈا لہرا رہا ہے یا سرکار کا حقِ تعظیم ضائع و تلف ہو رہا ہے؟

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ نعت شریف پڑھنے والے طلبہ و عوام اور سننے والے حاضرینِ محفل خوب جان اور پہچان لیں کہ عظمتِ رسالت کے خلاف، کلماتِ تصغیر پر مشتمل فلاں فلاں نعت شریف کا پڑھنا، سننا ممنوع ہے۔ شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ اور اسٹیج کے علماء، خطباء ان قابل اعتراض نعتیہ کلام سے واقف ہو کر طلبہ و عوام کو ان کے پڑھنے سے روک دیں۔

زیرِ بحث کلمۂ تصغیر

کے بول جانے پر شہزادۂ سرکار شیر بیشۂ سنت کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ

امسال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا۔ چھٹویں رجب ۱۴۰۹ھ ہجری بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۳ ار فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادم درگاہ سرکار خواجہ کے کاشانہ پر قُل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ ساکن نانپارہ بہرائچ شریف نیز دیگر علمار کرام موجود تھے۔ قُل شریف کے اُسی مجمع میں سرکار شیر بیشۂ سنت امام المناظرین حضرت مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے شہزادہ حضرت مولانا ادریس رضا خان صاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ ہمارے سرکار پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔

فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ (کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو۔

یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہٗ بھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ

Scanned with CamScanner

کملی، تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اور چوں کہ میری زبان سے یہ خلافِ شریعت کلمہ نکلا اس لئے میں بارگاہِ الٰہی جل جلالہ میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ (ھٰذَا اَوْکَمَا قَالَ)

پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔

خود میں بھی اس مجمع میں موجود تھا۔ توبہ کا واقعہ میرے سامنے گزرا میں نے محسوس کیا حضرت علامہ ازہری قبلہ کے ٹوکنے پر مولانا موصوف نہ تو اپنی پیشانی پر بل لائے نہ بیجا تاویل کا سہارا لیا بلکہ عظمتِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بے چون وچرا سرِ تسلیم جھکا کر حق پذیری کی سند حاصل کی۔

فَبَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ دِيْنِهٖ وَاِيْمَانِهٖ وَعِلْمِهٖ بِجَاهِ نَبِيِّهٖ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ

بارگاہِ احدیّت جلّ مجدہٗ

میں

تعظیمِ رسول صلیّ اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شدید ترین اہمیّت

اگر کوئی مسلمان اپنی شامتِ نفس سے مغلوب ہو کر چوری یا زنا یا کوئی دوسرا فعلِ حرام کر بیٹھے تو بیشک وہ فاسق، سخت گنہ گار اور مستحق عذابِ نار ہے لیکن بایں ہمہ اللہ تعالیٰ ان گناہوں کے سبب اس کی نماز و زکوٰۃ، روزہ و حج وغیرہ اعمالِ حسنہ برباد نہیں فرمائے گا۔ مگر جب کوئی مسلمان، معاذ اللہ تعالےٰ مرتد ہو جائے تو ارتداد کی سزا میں اس کے سارے اعمالِ صالحہ، نماز، زکوٰۃ حج و روزہ وغیرہ جو اس نے حالتِ اسلام میں ادا کیے ہیں وہ سب کے سب برباد کر دیئے جائیں گے۔ حبط اعمال والا یہ قانونِ شرعی ہر مرتد سے متعلق ہے۔ کوئی بھی مرتد اس قانون سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ خوب واضح رہے کہ سارے مرتدین ایک درجہ کے نہیں اس لئے ان کی سزا بھی یکساں نہیں۔ چنانچہ جو شخص سرکار مصطفےٰ صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی عظمت و عزّت کا درخشاں آفتاب دیکھ بھال کر جان پہچان کر تعظیم سرکار مصطفےٰ صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ٹکرائے اور شانِ رسالت میں گستاخی کے سبب مرتد ہو جائے تو ایسے گستاخِ رسول مرتد کی سزا دوہری ہے۔ ایک تو اس کے اعمالِ صالحہ کی بربادی اور دوسری

سخت ترین سزا یہ کہ اسے اپنے اعمالِ حسنہ کی تباہی کا شعور نہ ہو سکے گا۔

اللہ رب العزت سب سے پہلے حضرات صحابۂ کرام کو اپنے قہر و غضب کا آئینہ دار فرمان سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

جس کا حاصل یہ ہے کہ اے ذاتِ مصطفےٰ کی عظمت و ہیبت کے دمکتے آفتاب کا رات دن مشاہدہ کرنے والے صحابیو! اور اے اوصافِ مصطفےٰ کی عزت و دبدبے کے چمکتے ماہتاب کو شب و روز دیکھنے والے وفادارو اگر تم نے میرے پیارے مصطفےٰ کا حقِ تعظیم بجالانے میں لاپروائی برتی اور ہوش و حواس سلامت رکھتے ہوئے میرے پیارے نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی کر دی یا میرے چہیتے نبی کی بارگاہِ جلال میں چلا کر بول دیا تو یاد رکھو کہ تعظیمِ رسول سے متعلق فرمانِ الٰہی کی مخالفت کے سبب تمہاری اخلاص بھری نماز و زکوٰۃ، روزہ و حج وغیرہ سارے اعمالِ صالحہ اس طرح برباد کر دیئے جائیں گے کہ تمہیں ان کی بربادی کا پتہ نہ چلے گا۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے دو باتیں صاف طور پر ثابت ہیں۔ پہلی بات یہ کہ جو مسلمان کہلانے والا تعظیمِ رسول سے متعلق قانونِ ربانی کی جان بوجھ کر مخالفت کر بیٹھے تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور اس کے وہ تمام اعمالِ حسنہ جو اس نے زمانۂ اسلام میں کیے سب ملیامیٹ ہو چکے۔ اور دوسری بات یہ کہ جو شخص سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں صریح توہین و گستاخی کر کے مرتد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس گستاخی کے انتقام میں

اس کے دل کو ایسا اندھا اور اندھا کر دے گا جس کے نتیجے میں اس کو ہرگز پتہ نہ چلے گا کہ زمانۂ اسلام کے میرے سارے اعمال صالحہ ملیامیٹ ہو گئے اور نہ اسے یہ شعور ہو گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے دین، کافر و مرتد قرار پا چکا ہوں۔ گستاخِ رسول، مرتد پر غضب خداوندی کی یہ بڑی سخت مار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے نحوستِ گستاخی کا احساس اور حبطِ اعمال صالحہ کا شعور چھین لے کیوں کہ شعور و احساس برقرار رہنے کی صورت میں یہ گنجائش ہے کہ کسی کے سمجھانے، نصیحت کرنے سے گستاخِ رسول اپنی گستاخی پر نادم ہو کر اپنے کفر وارتداد سے توبہ کرے اور دوبارہ مسلمان ہو جائے لیکن شعور و احساس کی قوت سلب ہو جانے پر گستاخِ رسول کے لئے راہِ خدا کی طرف پلٹ آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

مَعَاذَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ غَضَبِہٖ وَقَھْرِہٖ بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

آیتِ کریمہ مذکور بالا کا آخری مختصر ٹکڑا:

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ان لوگوں کے سروں پر غضبِ الٰہی کا سخت ترین تازیانہ اور قہر ربانی کا سنگین کوڑا برسا رہا ہے جو ایک طرف سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین و گستاخی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اپنے کو موٹا و فربہ مسلمان سمجھتے ہوئے اپنے ظاہری نمائشی اعمال نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، پر پھولے ہوئے ہیں۔

بارگاہِ رسالت عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا کے جس گستاخ کا دل ٹیڑھا، اندھا، اوندھا کر دیا جاتا ہے وہ رسولِ پاک کی توہین کو اپنا دین وایمان قرار دیتا اور توہینِ سرکار اقدس کو حق مان کر اسی پر اڑا رہتا ہے۔ اس کا اندھا دل تعظیم رسول کے دلائل قاہرہ کی روشنی کسی طرح قبول نہیں کرتا

وہابی دیوبندیوں کے مرشد، پیر، محدث، فقیہ، مفتی اور مترجم قرآن کریم، جناب ملا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ۱۳۱۹ھ ہجری میں اپنی تصنیف حِفْظُ الْاِیْمَان میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیکر سرکار کو کھلی گالی دی اور صاف صریح توہین کی۔ جب تھانوی صاحب کو سمجھایا گیا کہ آپ کا حفظ الایمان والا قول بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے خلاف کھلی توہین اور صریح گالی ہے۔ آپ اس صریح گستاخی سے توبہ کر کے عظمت مصطفےٰ پر ایمان لائیں۔ تو جناب والا بجائے اس کے کہ عظمتِ سرکار اقدس کے سامنے سرخم کر کے توبہ کرتے، الٹے مخلص سمجھانے والوں پر بری طرح برس پڑے۔ اور یکے بعد دیگرے دو کتابیں لکھ کر اپنے توہین والے قول کو درست اور صحیح بتاتے رہے لیکن سمجھانے والوں نے ہمت نہیں ہاری اور "وقعات السنان، ادخال السنان، قہر داجد دیان برہمشیر بسط البنان" لکھ کر تھانوی صاحب اور دیگر فضلائے وہابیہ پر دوپہر کے دن کی طرح خوب واضح کر دیا کہ حفظ الایمان میں قابلِ اعتراض صہ ۸ والا قول بارگاہِ رسالت میں کھلی گالی اور صریح توہین ہے

سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کی توہین کرنے کے بعد تھانوی صاحب چالیس برس سے کچھ زیادہ اس دنیا میں رہے۔ اس درمیانی مدت میں تھانوی صاحب کو ہر طرح سمجھایا گیا۔ توہینِ رسولِ پاک کی سنگین سزا سے انھیں آگاہ کیا گیا۔ مگر تھانوی صاحب کو تا وقتِ موت یہ شعور نہ ہو سکا کہ میں نے اللہ پاک کے عزت والے نبی عظمت والے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین کی ہے اور نہ یہ احساس ہوا کہ ۱۳۱۹ھ ہجری سے میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور گالی لکھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر، بے دین اور مرتد ہو چکا ہوں۔

پھر جن جن فضلائے وہابیہ مثلاً مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی، مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری، مولوی منظور احمد سنبھلی وغیرہ نے ملا تھانوی کی حمایت وطرفداری کرکے عظمتِ مصطفےٰ کے کھلے باغی، بارگاہِ رسالت کے صریح متبین گستاخ بن کر تعظیمِ رسول سے متعلق فرمانِ ربانی کی مخالفت کی، ان کے قلوب کو بھی اللہ تعالےٰ نے ٹیڑھا، اندھا، اوندھا کر دیا اور ان سے شعورِ ایمانی، احساسِ حقانی اور ادراکِ عرفانی کی نعمتِ ربانی چھین لی۔ یہاں تک کہ آخر الذکر کے علاوہ سب کے سب مر کر مٹی میں مل گئے اس طرح کہ اخیر دم تک انھیں نہ تو توبہ و رجوع کی توفیق ملی نہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پہ ایمان لانا انھیں نصیب ہوا۔

یہ ہے وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کا سنگین کوڑا۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

اے ہوش وخرد، بصیرت ودانش والو! آنکھیں کھولو، سرکارِ اعظم کی عظمت پہچانو! غضب ربانی سے تھراؤ، قہرالٰہی سے کانپتے رہو۔ وَاِنَّمَا التَّوْفِیْقُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی شَانُہٗ۔

اب رہی یہ بات کہ پیشوائے وہابیہ تھانوی صاحب اور فضلائے دیابنہ در بھنگی وغیرہ پر اللہ پاک کے قہر وغضب کی اتنی سخت مار کیوں پڑی؟ کہ وہ دنیا سے بے دین و مرتد اور عظمتِ سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے باغی اور گستاخ بن کر گئے اور مرتے دم تک سرکار کی توہین ہی کو اپنا دین وایمان قرار دیتے رہے جس کے انتقام میں قہر ربانی نے انھیں توبہ کرنے اور اسلام لانے کا موقع ہی نہ دیا۔

تو اس کا پوست برکندہ جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا پیشوا اور فضلاء حضرات کلّو، نتھّو، جمّن، جمعراتی اور بدّھو، خیراتی قسم کے لوگ نہ تھے بلکہ عالم، فاضل تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس سے ان کا رابطہ قائم تھا۔ انھوں نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا آفتاب قرآن و حدیث میں بار بار چمکتے دیکھا تھا۔ تعظیم سرکار سے متعلق فرمانِ ربانی کو بارہا پڑھا تھا مگر دنیوی منفعت کی خاطر گستاخ وہابیت کی طرف جھک پڑے پھر دیدہ و دانستہ جان پہچان کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین وگستاخی کا پھاٹک کھولا اور انگریزوں کی سازش کامیاب بنانے کے لئے مسلم خاندانوں میں فتنہ، فساد، جنگ وجدال کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف

انھوں نے خود بھی توہین و گستاخی کی اور ہر گیدی، چھیدی، گھامڑ، بدھو نتھو، ان پڑھ، گنوار، گاڑیبان، کسان کو بھی توہینِ رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کرنے کا راستہ بتایا۔ تو یہ فضلائے وہابیہ نہ صرف یہ کہ خود گستاخ ہیں بلکہ گستاخ گر بھی ہیں، لہٰذا ان کی گستاخی اور گستاخ گری کے انتقام میں قہر و جلال والے ربّ العزّت نے ان کے دلوں کو اندھا، اوندھا اور ٹیڑھا کر دیا ایسا کہ وہ دمِ آخر تک سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی ہی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے رہے اور توبہ و رجوع سے محروم ہو کر دنیا سے گئے پھر قبر میں پہونچ کر مٹی میں مل گئے۔

سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو حضرات سلف صالحین سراپا دین و ایمان مانتے تھے۔ ان کے دل و دماغ پر عظمت سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نقش اتنا گہرا اور غالب تھا کہ اگر کوئی مسلمان سرکار کی کسی پسندیدہ چیز کے تذکرہ پر اس چیز سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیتا تو اس کے قتل کے لئے شمشیر برہنہ کر دیتے تھے۔

المعتقد المنتقد صـ ۱۴۴ میں ہے:۔

روی عن ابی یوسف انہ قیل بحضرۃ الخلیفۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب القرع فقال رجل انا لا احبہ فامر ابو یوسف باحضار النطع والسیف فقال الرجل استغفر اللہ مما ذکرتہ

ومن جمیع ما یوجب الکفر اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمّد اعبدہ ورسولہ فترکہ ولم یقتلہ۔

یعنی قاضی شرق وغرب سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ خلیفۂ عباسی ہارون رشید کے دربار میں یہ تذکرہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے۔ اس تذکرے پر ایک شخص بول پڑا کہ مجھے کدو پسند نہیں، اتنا سنتے ہی امام ابو یوسف نے چمڑا اور شمشیر لانے کا حکم دیا تب وہ شخص بولا کہ میں اپنے اس قول سے اللہ پاک کی بارگاہ میں معافی مانگتا ہوں اور ان سارے اقوال سے بھی استغفار کرتا ہوں جن سے کفر لازم آتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس شخص کی توبہ اور تجدید ایمان ملاحظہ فرما کر حضرت امام ابو یوسف نے، اسے چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا۔

المعتمد المستند میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

کان بعض الاولیاء یاکل مع ابنہ فحضر علی المائدۃ القرع وجری ذکر حبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فکان الابن

ذکر کراھۃ نفسہ لہ فسل الولی السیف
وضربہ حتی القی راسہ علی الارض۔

یعنی اولیائے کرام میں سے ایک ولی اپنے بیٹے کی معیت میں کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں دسترخوان پر کدو شریف لایا گیا اور تذکرہ چل پڑا کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے۔ اس موقع پر بیٹے کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ خود مجھے کدو سے نفرت ہے۔ اتنا سنتے ہی اس ولی نے تلوار میان سے باہر کی اور اپنے بیٹے کی گردن کاٹ کر اس کا سر زمین پر پھینک دیا۔

حضرت امام ابو یوسف والے واقعہ میں قائل نے کدو کے بارے میں اپنی عدمِ پسند کا اظہار کیا پھر حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پُر جلال چہرہ دیکھ کر نیز شمشیر طلبی کا فرمان سن کر اسے احساس ہو گیا کہ میں نے بے موقع جملہ بول کر سخت غلطی کی۔ احساس ہوتے ہی اس نے فوراً توبہ، تجدیدِ ایمان کیا۔ اس لئے اس جگہ شمشیر امام صرف برہنہ ہو کر رہ گئی۔ قتل ہونے سے وہ قائل بچ گیا لیکن دوسرے واقعہ میں ولی زادہ نے کدو کے بارے میں یوں خیال ظاہر کیا کہ مجھے کدو سے نفرت یعنی چڑھ ہے۔ پھر اس نے اپنے بے محل جملہ سے نہ توبہ کی نہ تجدیدِ ایمان کیا اس لئے اس ولی اللہ نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت کی حمایت میں اپنے فرزند دلبند کے خونی رشتہ کی بالکل پروا نہ کی اور اسے نذرِ تیغ کر دیا۔

Scanned with CamScanner

ان دونوں واقعہ سے صاف صاف واضح ہوگیا کہ ہمارے اسلاف کرام عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صرف مغز اور گودا ہی کی حفاظت نہ کرتے تھے بلکہ عظمتِ سرکار کی نوک پلک اور ہر گوشے گوشے کا بھی پہرا دیا کرتے تھے۔

کلمۂ تصغیر کے سلسلہ میں

بدر الدین احمد کی تحریری توبہ

زیر نظر مقالۂ نورانی کی ترتیب کے زمانہ میں مجھے اچانک یاد آگیا کہ زیر بحث کلمۂ تصغیر استعمال کرنے کی فاش غلطی مجھ سے بھی ہوئی ہے۔ تعمیرِ ادب حصۂ سوم، صہ ۵۸ میں، میں نے رازؔ الہ آبادی کی ایک مشہور نعت شامل کتاب کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

وضاحت:۔ کمل کی تصغیر کملی، اور کملی کی تصغیر کملیا ہے۔ ان دونوں میں کملیا اچھلتی ہوئی تصغیر ہے۔ اور رہا کملی کا تصغیر ہونا تو اس میں خفا اور پوشیدگی ضرور ہے مگر ہے وہ کلمۂ تصغیر ہی جس کا

استعمال سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ممنوع وحرام ہے۔

فیروز اللغات مطبوعہ دہلی صفحہ ۷۶۶ میں ہے :-

کملی ۔ کمل کی تصغیر۔ چھوٹا کمل ۔

میری خطا یہ ہے کہ میں نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاک میں اس کلمہ کو برقرار رکھا جس کا استعمال سرکار کے حق میں حرام ہے۔

۲۴ رجب ۱۴۰۹ ہجری کو جمعہ کے دن مسجد غوثیہ بڑھیا میں حاضر ہو کر میں نے بارگاہِ احدیت جل جلالہٗ میں مذکورہ بالا کلمہ کے برقرار رکھنے پر اپنی خطا کی معافی مانگی، توبہ کی، استغفار کیا پھر بارگاہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگی اور سرکار سے طلب شفاعت کی۔

پھر چوں کہ میری یہ غلطی چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپ کر ہندوستان کے مختلف صوبے اور اضلاع میں پھیل چکی ہے اس لئے اس کے لئے صرف سرّی توبہ کافی نہیں بلکہ بالاعلان توبہ ضروری ہے۔ اب میں تحریری توبہ پیش کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَاٰلِہِ الْفَخِیْمِ

یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ ! میں نے اپنی تصنیف تعمیر ادب حصہ سوم صفحہ ۵۸ میں رازؔ الٰہ آبادی کی انتشار کردہ نعت شریف شامل کتاب کی جس کا ایک شعر یہ ہے :- ؎

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

اس شعر میں تیرے عظمت والے نبی، تیرے عزت والے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کلمۂ تصغیر کا استعمال ہوا جو شرعاً حرام ہے۔ میں تیری بارگاہِ قدس میں اقرار کرتا ہوں کہ نعت شریف مذکور بالا میں زیر بحث کلمۂ تصغیر کو برقرار رکھ کر میں خطاوار ہوا۔ میں اپنی اس غلطی کو بے پھیر پھار بلا تاویل غلطی مانتا ہوں، میں تیری بارگاہ بے کس نواز تعالیٰ شانہٗ میں اس غلطی پر توبہ کرتا ہوں۔ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط۔ اے پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ

وَالثَّنَا ء کے رب جلیل! تیرا مجھ پر یہ خصوصی احسان ہے کہ تو نے مجھے میری ایک خطرناک غلطی یاد دلادی اور خود تو نے ہی رجوع و توبہ کی توفیق بھی بخشی ،

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مٰلِكِ الْعٰلَمِیْنَ اِلٰهِ الْعٰلَمِیْنَ ط

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

یہ خطا دار غلام عظمت سرکار دو عالم کے سامنے اپنا سر خم کرکے حاضر ہے۔ اس غلام سے نعت شریف میں کلمۂ تصغیر برقرار رکھنے کا جرم ہوا ہے۔ یہ غلام حضور کی بارگاہِ عزت میں اس جرم سے توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے۔ حضور اپنے بے پایاں کرم کو دیکھتے ہوئے اس غلام کے جرم و سزا کو بخش دیں۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عَفُوٌّ و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِهٖ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ غَوْثِنَا الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ وَمُجَدِّدِنَا الْاَکْبَرِ الْاِمَامِ الْبَرَیْلَوِیِّ ــ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اِصلاح

مکاتب و مدارس کے اساتذہ کو تاکید کی جاتی ہے کہ تعمیرِ ادب حصہ سوم میں قابلِ اعتراض کلمۂ تصغیر کاٹ کر اس کی جگہ " میرے آقا " کا لفظ لکھ دیں اور بچوں کو وہ شعر اس طرح پڑھائیں :-

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے میرے آقا کا دامن

ضروری انتباہ

ہر دینی عظمت والی اشیاء کے حق میں کلمۂ تصغیر کا استعمال ممنوع ہے۔ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام سب مخلوق سے بڑھ کر عظمت والے ہیں اس لئے ان حضرات کی شان میں بھی کلمۂ تصغیر کا استعمال حرام ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کو " نوح کی نیّا " بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اور یوں ہی حضرات صحابۂ کرام، سادات عظام، اولیائے فخام کے متعلق بھی کلمۂ تصغیر کا استعمال ممنوع ہے۔

ندائے یا محمد کی تحریم کا بیان

جس طرح سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کلمۂ تصغیر کا استعمال تعظیم رسول پاک کی حق تلفی ہے یوں ہی سرکار اقدس کا ذاتی نام لیکر سرکار کو ندا اور خطاب کرنا، یعنی یا محمد، یا احمد کہنا بھی عظمتِ رسالت کی حق تلفی ہے۔ لیکن غنیمت یہ ہے کہ اس حق تلفی کا ارتکاب چونکہ بربنائے ناواقفیت صرف محبت کیلئے ہوتا ہے اسلئے ارتکاب کرنیوالے کافر قرار نہ پائیں گے۔ ہاں گنہگار ضرور ہونگے اور اگر معاذ اللہ تعالیٰ یہ حق تلفی بطور تحقیر ہو تو ارتکاب کرنے والے کافر، مرتد اور بے دین ٹھہریں گے۔

حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتیں اپنے اپنے نبی کا ذاتی نام لے کر ان کو مخاطب کرتی تھیں اور یہ ان کے لئے جائز تھا۔ لیکن قرآن مجید نے اس امتِ مرحومہ پر سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذاتی نام کے ساتھ ندا و خطاب کو حرام قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :-

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ

بعضکم بعضا (پارہ ۱۸، سورۂ نور)

یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک، دوسرے کو پکارتا ہے۔

محدث ابو نعیم اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں:۔

عن عبد اللہ بن عباس قال کانوا یقولون یا محمد، یا ابا القاسم فنہاہم اللہ عن ذالک اعظاما لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ۔ (تجلی الیقین ص۲۱)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (اِس آیت کے نزول سے پہلے) صحابہ حضور کو یا محمد، یا ابو القاسم کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر اس طرح کی نِدا و خطاب سے ان کو منع کر دیا جب سے صحابہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنے لگے۔

تابعین کرام میں اکابر مفسرین مثلاً امام علقمہ، امام اسود، امام حسن بصری، امام سعید بن جبیر، امام قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا نبی اللہ

یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ (تجلی الیقین ص۲۲)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو، بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔

سب سے بڑھ کر اہم، قابلِ توجہ، لائقِ اعتنا امر جس سے ایمان واعتقاد کی کلیاں کھل اٹھیں یہ ہے کہ قرآن شریف میں انبیاء کرام سے خطاب الٰہی کا تذکرہ ان حضرات کے ذاتی نام کے ساتھ آیا ہے۔ ملاحظہ ہو

یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ط

یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا۔

یٰٓاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ط

یٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ ط

یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ ط

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً ط

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ ط

یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ط

دیکھئے ان سب حضرات انبیاء کو ان کا ذاتی نام لے کر ندا فرمائی گئی۔ لیکن اسی قرآن مجید میں جہاں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یَا مُحَمَّد کہہ کر خطاب نہ فرمایا بلکہ طرح طرح کے اوصافِ جلیلہ والقابِ جمیلہ کے ساتھ اپنے امتیازی عظمت والے رسول کو مخاطب کیا۔ آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں:-

يَآيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ

یعنی اے نبی ہم نے تم کو رسول کیا۔

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ

اے (پیارے) رسول! جو تمہاری طرف اتارا گیا اس کی تبلیغ کرو۔

يَآيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے (پیارے) رات میں قیام کرو۔

يَآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ

اے بالاپوش اوڑھنے والے (پیارے) کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ

اے یٰس یا اے سردار! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم۔

طٰهٰ ۝ مَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى

اے طٰہٰ یا اے پاکیزہ رہنما ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

تو جب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالکِ حقیقی ربّ العزۃ جل مجدہ نے اپنے چہیتے، یکتا، بے ہمتا بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں کہیں بھی یا محمد کہہ کر نہیں پکارا تو سرکار کے غلام امتیوں کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا کریں۔

ندائے یا محمد کی ممانعت پر روشنی ڈالتے ہوئے اعلحضرت

امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :۔

علمائے تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی (یہ مقام) محل انصاف ہے۔ جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا کہ اگر یہ لفظ (یعنی یا محمد) کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ۔ تاہم اس کی جگہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَانَبِیَّ اللّٰہِ کہنا چاہیئے حالاں کہ الفاظِ دعا میں حَتَّی الْوُسْعِ تغیر نہیں کی جاتی کما یدل علیه حدیث نبیك الذی ارسلت ورسولك الذی ارسلت۔

یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے (تجلی الیقین ص۲۳)

المعتمد المستند میں اعلحضرت لکھتے ہیں۔

نص فقهاؤنا بمنع الولد من دعاء والديه والمرأة من نداء زوجها بالاسماء فرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احق۔ یعنی ہمارے فقہائے کرام نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ بیٹا اپنے ماں باپ کا نام لے کر نہ بلائے اور بیوی اپنے شوہر کا

نام لے کر نہ پکارے پھر تو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ حقدار ہیں (کہ سرکار کو سرکار کا نام لے کر نہ پکارا جائے۔)

(معتمد مستند ص۱۴۵)

مسئلہ زیر بحث کی اس قدر تفصیل کے بعد اب ہم نعت شریف کے چند اشعار نشاندہی کے طور پر ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں ندائے یا محمد کا استعمال ہوا۔ ملاحظہ ہو

ہم یقیناً بحرِ غم میں غرق ہیں یا دستگیر
یا محمد مصطفےٰ شاہِ دو عالم المدد

پرچم نور ، کلام اجمل ص۴۲

سنا ہے خاک کے پتلوں کی اس خاموش بستی میں
پکار اٹھتا ہے اکثر یا محمد کوئی دیوانہ

پرچم نور ص۴۷

یا محمد پکارا جو منجدھار میں
خود ہی ساحل پہ موجوں نے پہنچا دیا

پرچم نور ، کلام شمس الہ آبادی ص۵۵

پھنس گیا جب بھنور میں سفینہ یا محمد جو ہم نے پکارا

صہبائے نور ، کلام شمس الہ آبادی ص۱۰

جو طوفان میں یا محمد پکارا

نغمۂ بیکل بلرام پوری ص۱۷

اِنشائے نعت اقدس کا شرف حاصل کرنے سے قبل ان مشاہیر نعت گو شعراء کا پہلا دینی وایمانی فرض یہ تھا کہ وہ تعظیمِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کھلے عام حقوق کی معرفت حاصل کرتے تب لرزتے کانپتے سرکار اقدس کی شان میں نعتیہ کلام کا انشاء کرتے اور اگر ان کو معرفت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ملتا تو کم از کم حضرت جلالۃ العلم حافظِ ملت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ وحضرت مجاہدِ ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ ودیگر اکابر علماء ہند کے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف کردہ بہارِ شریعت حصہ اوّل ہی کا مطالعہ کرلیتے جس میں عظمتِ رسالت کے حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ عقائد اہل سنت کی یہ جلیل القدر کتاب نایاب نہیں ہر جگہ مل سکتی ہے۔ پھر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے تو یہ کتاب اسی لئے مرتب فرمائی کہ سنی مسلمان یہ کتاب پڑھیں اور مذہبِ اہل سنت کے مطابق اپنے دینی اسلامی عقائد درست رکھیں۔ لہٰذا اس کتاب کا مطالعہ صرف نعت گوئی سنوارنے ہی کے لئے نہیں بلکہ صحیح سنیت حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔

حضرت صدر الشریعہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

علامتِ محبت یہ ہے کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کئے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو بھی ہو کبھی زبان پر نہ لائے۔ اگر حضور کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا

نہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے : یا نبیَ اللہ ، یارسولَ اللہ ، یاحبیبَ اللہ
(بہار شریعت حصہ اول ص۲۱)

حضرات نعت گو شعراء ! آپ حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں ، سوچیں اور ہرگز ہرگز تاؤ میں نہ آئیں ، بل نہ کھائیں کہ گفتگو بارگاہ رسالت کی عظمت پر چل رہی ہے ۔ لہٰذا باادب ہوکر ہمارے خیر خواہانہ کلمات سنیں ۔

آپ حضرات نے اپنے نعتیہ کلام میں ندائے "یا محمد" اور زیر بحث کلمات تصغیر کا استعمال کرکے حکم قرآن ، تعلیم ائمۂ اسلام ، تلقین فقہاء ، ارشاد علماء ، ہدایاتِ اعلیٰ حضرت و صدر الشریعہ سب کی ڈٹ کر مخالفت کی ہے نہیں بلکہ آپ کی طرف سے مخالفت ہوگئی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں آپ بلبلِ باغِ رسالت بن کر اسٹیجوں پر چہکتے رہے وہاں آپ کا پالا جن عرفی علماء اور گھریلو علامہ حضرات سے پڑا وہ خود عظمتِ رسالت کے حقوق سے ناواقف تھے وہ آپ کی نغمہ سرائی کی داد تو دیتے رہے لیکن نعت شریف کے خلافِ شرع کلمات سے انھوں نے آپ کو آگاہ نہیں کیا اس لئے آپ اندھیرے ہی میں رہ گئے ۔ جو کچھ مخالفت آپ حضرات کی طرف سے ہوئی وہ اندھیرے میں رہ کر ہوئی ۔ قصداً جان بوجھ کر نہ ہوئی لیکن کیا جس نے زہر بے جانے بوجھے غلطی سے کھالیا اس پر زہر اثر نہیں کرے گا ؟ اثر کرے گا اور اگر فوری علاج نہ کیا گیا تو کھانے والے کو موت کے گھاٹ اتار دے گا ۔ اب آپ حضرات اندھیرے سے نکل کر اجالے میں آیئے اور اپنی شدنی مخالفت سے بارگاہِ احدیت جل جلالہ ، و دربار

رسالت علیہ التحیۃ والثنا میں توبہ، استغفار، طلب شفاعت کرکے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کیجئے اور آئندہ عظمت سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی سے بچیئے اور جو حق تلفی زمانۂ ماضی میں علی الاعلان ہوچکی ہے اس کی تلافی کیجئے اس طرح کہ اپنے نعتیہ کلام میں سے خلافِ شریعت کلمات نکال کر انکی اصلاح کریں پھر ناشرین کو اسکی طباعت واشاعت کی اجازت دیں۔

جلسوں، محفلوں میں نعت شریف پڑھنے والے طلبہ اور دیگر حضرات کو حقوق تعظیم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی حفاظت کی خاطر تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اس نعت کو پڑھنے، سنانے سے ضرور پرہیز کریں جس میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کلماتِ تصغیر استعمال کیئے گئے ہیں۔

یَا اَللّٰہُ جَلَّ شَانُکَ، یَارَحْمٰنُ تَعَالیٰ مَجْدُکَ، یَارَحِیْمُ کَبُرَتْ عِزَّتُکَ۔ تو اپنی بارگاہِ کرم سے سنی علماء، سنی طلبہ، سنی ادباء، سنی شعراء اور سنی عوام کو حقوقِ تعظیمِ رسول پہچاننے کی بصیرتِ ربّانی، دانشِ نورانی وضیائے ایمانی عطا فرما۔ اور انھیں عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی سے بچا۔ آمین

یَا اَللّٰہُ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اٰخِرِ النَّبِیِّیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

* * *

مقالۂ نورانی

آہ! بدرِ کامل ہم سے رخصت ہوا

مصنف کتاب ہذا، بدر العلماء، یادگار سلف، افتخار اہلسنت، مصنف سوانح اعلیحضرت، حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری برکاتی نوری، رضوی خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی تدریسی وقلمی خدمات اور تصلب فی الدین میں علماء وعوام اہلسنت کے درمیان متعارف اور قابل قدر واحترام ہیں۔ آپ معتقدین ومریدین کے اصرار پر بغرض علاج وافادہ ابتداء رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بمبئی تشریف فرما ہوئے اچانک ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ موافق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء شب شنبہ بعد نماز مغرب اوراد ووظائف اور تسبیح وتہلیل کا ورد کرتے ہوئے آپ کی روح مقدسہ قفس عنصری سے پرواز کرگئی آپ کی نعش مبارکہ کو بذریعہ طیارہ ۸ رمضان المبارک کی صبح ۶ بجے موضع بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر یوپی لے جایا گیا۔ جہاں سے آپ علم وروحانیت کا فیض بانٹا کرتے تھے۔ وہیں آپ نے سکونت بھی اختیار کرلی تھی۔ مدرسہ غوثیہ اہلسنت فیض العلوم بڑھیا جس کے آپ روح رواں تھے۔ اسی کے احاطہ میں آپ کا مزار پر انوار ہے جہاں سے عقیدت مند تا حشر فیض پاتے رہیں گے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

عبد المصطفیٰ اشرف رضا قادری
خادم الافتاء ادارہ شرعیہ بمبئی ۱۱
شوال ۱۴۱۲ھ مطابق اپریل ۱۹۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ

از: عبدالصمد قادری رضوی

قادری منزل رفیع گنج اورنگ آباد (بہار)

بِحَمْدِہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَبِعَوْنِ سَرْکَارِ مُصْطَفیٰ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاء رسالہ ''عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی'' جو تقریباً ۵ ۷ سال کے بعد شائع ہونے جارہا ہے۔ اسے ہمارے دینی ایمانی بھائی ضرور مطالعہ کریں اور اس کی ایمان افروز ہدایتوں پر عمل کر کے خوب خوب بہرہ مند ہوں۔

راقم اپنے پروردگار عالم کا کروڑہا کروڑ شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اپنے محبوب دانائے غیوب پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے وطفیل اس فقیر کی کم علمی اور بے بضاعتی کے باوجود بے سروسامانی کے عالم میں دین حق یعنی مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت میں حصہ لینے کی توفیق خیر بخشی اسے قبول فرما، رب کریم تو مجھ عاصی پر معاصی پر مزید کرم فرما اور اخیر وقت تک بغیر کسی مجبوری و ناچاری کے اپنی اور اپنے محبوب کی رضاوخوشنودی کے کاموں میں خلوص کے ساتھ منہمک ومشغول رکھ کر خاتمہ بالخیر فرما اور انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے جوار اقدس میں جگہ مرحمت فرما۔ آمین ثم آمین۔

یہ لکھتے ہوئے راقم انتہائی خوشی ومسرت وشادمانی محسوس کر رہا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ و بعون سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں آقائے نعمت استاذ گرامی حضور بدر ملت

قدس سرہٗ کے بیشتر علمی اثاثے کو طبع کروا کر منظر عام پر لانے کا موقع فراہم ہوا وہیں اس کتاب کا پانچواں ایڈیشن شائع کروانے کیلئے اسباب بھی مہیّا ہو گیا۔

حضرت علیہ الرحمۃ رسالہ ہٰذا کی ترتیب کی ضرورت کافی دنوں سے محسوس فرماتے رہے۔ جس کا تذکرہ آپ نے ایک دو مرتبہ اس خادم سے بھی فرمایا تھا۔ رسالۂ مذکور کے پایۂ تکمیل کے سلسلے میں اپنے ایک شاگرد مولوی سعید نوری بہرائچی کے نام ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں: ''الحمد للہ اس سال روداد میں ایک مقالہ بنام ''عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی'' مرتب ہو کر شائع ہونے جارہا ہے۔ مقالۂ ہٰذا کی ترتیب میں کئی ہفتے صرف ہوئے دوسرے امور کو ملتوی رکھنا پڑا۔ آپ کے خط کا جواب بھی معرض التوا میں رہا۔ آج شعبان ۱۴۰۹ھ کی نویں شب میں اس کی ترتیب سے بحمدہٖ تعالیٰ فراغت ہوئی۔''

(منقول از پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت ص، ۲۹۵)

بہر حال یہ کتاب پہلی بار سالانہ روداد مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی (یوپی) میں ۱۴۰۹ھ میں طبع ہوئی۔ دوسری بار ممبئی کے مخصوص معتقدین نے آپ کے وصال کے بعد شوال ۱۴۱۲ھ میں چھپوایا۔ راقم کی سعیٔ پیہم کے نتیجے میں تیسری مرتبہ رسائل بدر ملت کے ساتھ انٹرنیشنل شہرت کے حامل ادارہ رضا اکیڈمی ممبئی سے ۱۴۲۰ھ میں منظر عام پر آیا پھر اسی ادارہ کے ذریعہ چوتھی بار فتاویٰ بدر العلماء میں شامل ہوا جو فتاویٰ مذکور کے ص، ۳۲۹ تا ۳۵۲ پر پھیلا ہوا ہے۔ اب اس کا پانچواں ایڈیشن نیز مسلمانو! ایمان بچاؤ کتابچہ کی طبع کروانے کی سعادت بفضلہٖ تعالیٰ تنظیم اعلیحضرت بکارو کے مخلص اراکین اور چند مخصوص احباب اہلسنت کو حاصل ہو رہا ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ دامے، درمے، سخنے

حصہ لینے والے جملہ معاونین ومحبین کی سعی کو قبول فرما اور اپنے سلسلے کے مرشدان طریقت کے طفیل جملہ اہل خیر کی بخشش ومغفرت فرما اور دارین میں اجر جزیل اور جزائے جلیل سے سرفراز فرما۔ آمین ثم آمین

مقالہ اور مقالہ نگار کے مختصر تعارف فرماتے ہوئے حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب رضوی علیہ الرحمۃ سابق صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ بدر العلوم بہرائچ شریف تحریر کرتے ہیں:

"آپ کا یہ مبارک رسالہ اس موضوع پر ہے کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات تصغیر کا استعمال جائز نہیں ہے۔ آپ نے آیات قرآنیہ احادیث نبویہ پیش فرما کر عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کیا ہے۔ اور امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی کی مشہور عربی تصنیف المعتمد المستند کے حوالہ سے اپنے موقف کو مبرہن کیا ہے۔ آپ نے اس رسالہ میں اردو نعت شریف کی چند کتابوں کے اشعار بھی پیش کر کے ان کے نامناسب اشعار بھی لکھے ہیں۔ مثلاً عرش کا جلوہ، نغمۂ بیکل، پیام مسرت، نور کی برکھا، مہمان عرش، نور مجسم، بہار طیبہ وغیرہ

آخر کتاب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے ایک دوسرا مسئلہ پیش کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر یا حرف ندا لگانا حرام ہے۔ یعنی یا محمد کہنا جائز نہیں ہے بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہنا چاہئے۔ حضرت مصنف نے اپنے موقف پر قرآن عظیم کی آیت کریمہ پیش کی ہے۔ اور پھر امام اہلسنت کی عظیم تصنیف المعتمد المستند اور حضور صدر الشریعہ کی بہار شریعت کے حوالے سے بھی اپنے موقف کو مدلل کیا ہے اور پھر ان اشعار کو بھی پیش کیا ہے جن میں اردو شعراء نے غلطی کی ہے"۔ (منقول از معارف بدر العلماء ص ۳۰۷

مطبوعہ مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر ۱۴۲۷ھ)

اس کتاب کی تائید کرتے ہوئے ادیب شہیر حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب مجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ یوپی رقم طراز ہیں:

''یہ مقالہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس و ارفع میں کلمات تصغیر کے استعمال کو ناجائز بتانے کے لئے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے مرتب فرمایا۔ اس کے کل صفحات ۴۷ ہیں۔ شروع میں کلمات تصغیر کے استعمال کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ پھر لفظ کملی وغیرہ الفاظ پر مشتمل نعتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ بہت سے شعراء کے اشعار بھی نقل کئے ہیں پھر ان شعراء سے گزارش کی ہے کہ اس طرز کو نظر انداز کر دیں۔ پھر اس مقالے کے آخر میں مصنف مقالہ نے اپنا توبہ نامہ بھی شائع کیا ہے۔ وہ اس لئے کہ تعمیر ادب حصہ سوم میں راز الٰہ آبادی مرحوم کی ایک نعت شریف شائع کی ہے جس کا ایک شعر اس طرح ہے۔

نار دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

دوسرے مصرع کو بدل کر یوں پڑھنے اور ناشرین کو چھاپنے کی تاکید کی ہے ع

تھام لے میرے آقا کا دامن

تو حضرت بدر ملت محض اس وجہ سے لکھ کر اور چھاپ کر توبہ کی ہے کہ ان سے عدم توجہ کی وجہ سے یہ شعر نقل ہو گیا۔ اور چھپ بھی گیا۔ اس سے آپ علیہ الرحمۃ کے انتہائی خلوص اور غایت للٰہیت کا پتہ چلتا ہے۔ جب آدمی کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے تو اس کو توبہ کرنے اور اعلان کرنے میں جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ ورنہ کتنے

بے باک نڈر اور دنیا دار مقررین وخطباء کو دیکھا گیا ہے کہ صریح کفریات بک جاتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر آنکھیں دکھاتے اور گردن چڑھاتے ہیں۔ انہیں اپنی ناک کی بڑی فکر ہوتی ہے۔ عاقبت برباد ہونے کا کوئی غم نہیں ہوتا۔ جب کہ توبہ اور تواضع سے شان بڑھتی ہے نہ کہ گھٹتی ہے۔

لفظ کملی پر چند سال پیشتر علمائے کرام نے بہت کچھ لکھا۔ مضامین بھی اور کتابیں بھی۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی پورنوی، مولانا مفتی معراج القادری، مولانا صدر الوریٰ صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ کی کتابیں تو یاد ہیں ہوسکتا ہے اور دیگر حضرات نے بھی کوئی کتاب لکھی ہو۔ اس سلسلے میں قول فیصل یہ ہے کہ تصغیر کا کوئی کلمہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کرنا جائز نہیں اس قدر پر تو اتفاق ہے۔ البتہ بعض مفتیان کرام کی رائے ہے کہ اگر کوئی کلمۂ تصغیر عرفاً تصغیر کے معنیٰ میں نہ استعمال ہوتا ہو نہ ہی اس کے بولنے سے تبادر ذہنی تصغیر کا ہوتا ہو گویا اس کا معنیٰ تصغیر نسیاً منسیا ہوگیا ہو تو اس کے استعمال میں چنداں قباحت نہیں۔ اگر چہ ترک اولیٰ ہے''۔

اس کتاب کے اخیر میں چند ایمان افروز مضامین افادۂ مسلمین کے لئے پیش کئے جارہے ہیں۔

مسلمان اپنے دین وایمان بچانے کی فکر کریں

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی اٰلِهِ الۡفَخِیۡم

اس وقت ساری دنیا میں مسلمانوں کی تباہی وبربادی کی کوشش ہورہی ہے۔ ہر دور

میں یہ سرگرمیاں جاری رہیں اور تمام باطل قوتیں متحد ہو کر سامنے آئیں۔ لیکن ان کا عروج ہم حال میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جس کے متعدد اسباب و وجوہ ہیں۔

مثلاً مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت سے دوری، فرقہائے باطلہ بدگویوں بے دینوں سے مخالطت و مصاحبت، بے پردگی و بے حیائی کا مظاہرہ، شرعی احکام و مسائل سے عدم واقفیت، مغربی تہذیب و تمدّن کا مسلم گھرانوں میں رواج، مغربی زدہ بے راہ روی کے طوفان کی گھروں میں دستک، ٹی۔ وی، ویڈیو۔ اور موبائل کے ذریعہ سنیما بینی کا وبال عام، مالدار طبقوں کی دین سے بے رغبتی اور دنیا طلبی، ہمارے مذہبی رہنماؤں کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے لاپرواہی اور احقاق حق و ابطال باطل سے خاموشی وغیرہ

انہیں اسباب و علل کے فقدان کے نتیجے میں اس وقت ہمارے ملک میں یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ واقعی تشویش ناک، ہولناک، بے چین اور مضطرب کر دینے والا ہے۔ یہ واقعی مسلمانوں کے لئے ایک کٹھن اور صبر آزما اور امتحان کا دور ہے۔ آپ کا فریق مخالف اور آپ کا دشمن بلاشبہ بظاہر دنیوی اعتبار سے طاقتور نظر آرہا ہے۔ سیاسی، سماجی، حکومتی اور مالی اعتبار سے ہمارے مقابلے میں اس کی طاقت دیکھنے میں کئی گنا زائد محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ اہل ایمان کے اندر اللہ رب العزت جل جلالہ وعمّ نوالہ نے ایمان و یقین، اخلاص و اعتقاد اور برکات اعمال صالحہ کی جو ایک نمایاں ایمانی اور روحانی قوت رکھی ہے۔ اس کے سامنے اس طرح کی دنیوی طاقتیں بے شمار مرتبہ دم توڑتی ہوئی نظر آئی ہیں۔ اگر ہم اپنے دین و مذہب، عقائد و اعمال اور وفاداریٔ خدا و رسول کے معاملے میں کھرے اور

مخلص ہو جائیں تو اس طرح کے حالات و واقعات اور امتحان و آزمائش سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ باہر نکل سکتے ہیں۔

برادران اسلام! جہاں دور حاضر میں آئے دن حکومت وقت کے ظلم و ستم اور بربریت سے تنگ آ کر مسلمان روز بروز دنیوی نت نئے مسائل اور قسم قسم کے مصائب میں گرفتار ہوتے جا رہے ہیں وہیں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کا طبقۂ عام کفار و مشرکین و مرتدین اور دشمنان دین سے قلبی دوستی و محبت کے ہاتھ بڑھا کر اور ان کے ساتھ ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہو کر اپنے ایمان و عقیدہ سے ہاتھ دھوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی ہر چیز کوشش و تلاش کے بعد مل جاتی ہے مگر ''ایمان'' ایک ایسی انمول اور بے بہا دولت ہے جو بے فضل الٰہی کسی قیمت پر کہیں دستیاب نہیں ہو سکتی یہ تو ایک نعمت خدا داد ہے جو قسمت والے ہی کو میسر آتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس نعمت و دولت کی قدر کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کر کے اسے ضائع و برباد ہونے سے بچاتے ہیں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کوئی نعمت اسی وقت تک محفوظ رہ سکتی ہے۔ جب تک اس کی حفاظت کی جائے۔ صحت کا طلب گار اگر اپنے کو مرض کے حملے سے نہ بچائے اور حفظ ماتقدم کی تدبیروں پر عمل نہ کرے تو یقیناً ایک دن مریض ہو جائے گا۔ دولت کا جمع کرنے والا اگر اپنی دولت کو چوروں اور ڈاکوؤں سے نہ بچائے اور نہ چھپائے تو ایک نہ ایک دن اسے کف افسوس ملنا ہی پڑے گا۔ اسی طرح ایک مسلمان اگر اپنے دولت ایمان اور نعمت اسلام کو کفر و نفاق کے مرض سے نہ بچائے گا اور بطور حفظ ماتقدم اس مرض سے بچنے کے لئے برے اور خراب عقیدے والوں سے اپنے کو علاحدہ نہ رکھے گا تو یقیناً ایک دن ایسا

Scanned with CamScanner

شخص مبتلائے گمرہی ہوکر دولت ایمان سے محروم ہو ہی جائے گا۔

ہر چیز کا ایک خاصہ اور اثر ہوتا ہے۔ آگ کے شعلے کو ہاتھ میں لیجئے، آبلے پڑ جائیں گے۔ برف کے ٹکڑے ہاتھ پہ رکھئے، ہاتھ شل ہو جائے گا۔ زہر کھا لیجئے ہلاکت لازمی ہے۔ خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے، بدبو سے روح گھبراتی ہے۔ حق وصداقت کی باتوں اور اچھے پاک نفسوں کی صحبتوں کا اثر ہے کہ ایمان کے پھولوں کو شگفتہ کرتی ہے۔ ایمان اور دین انسان کا محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا لَا یَشْقیٰ بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ یعنی ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا، گمراہی کی باتوں کو سننے اور گمراہ اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں جانے سے دینی حرارت رفتہ رفتہ ختم ہو کر انسان دق کا مریض ہو کر دینی ایمانی زندگی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی فلسفہ کے تحت قرآن کریم کی یہ نصیحت ہے: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْریٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (پ ۷ آیت ۶۸) اور اگر شیطان تجھے بھلاوے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

لٰہذا ہمارے دین و ایمان کی حفاظت اسی میں ہے کہ ہم کفار و مشرکین اور مرتدین بالخصوص وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں، تبلیغیوں، مودودیوں، ندویوں، رافضیوں اور صلح کلیوں وغیرہم جملہ بدعقیدوں، بددینوں فرقہائے باطلہ سے تنکا توڑ جدا رہیں اور بچیں اور مرشد برحق تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے اس شعر پر عمل کریں:

دشمن جاں سے کہیں بدتر ہے دشمن دین کا
ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں

Scanned with CamScanner

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

اب آپ اپنے ایمان میں جلا پیدا کرنے کے لئے ذیل کی تحریر ملاحظہ کریں۔

اے مسلمانو! اپنے ایمان کو بچاؤ

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجئے

اے پیارے نبی کے امتیو! اپنے پیارے نبی کا احسان نہ بھولو، تمہارے نبی کے تم پر کتنے احسانات ہیں کون شمار کرسکتا ہے۔ مختصر بتا رہا ہوں یاد کرو اور دل سے مانو اگر تم نے اپنے پیارے رسول کی محبت واحسان کو بھلا دیا تو تمہارا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

غریبو سوائے در مصطفیٰ کے
کہیں بھی نہ ہوگا گذارا تمہارا
فقر ضیٰ کی یہ پیاری پیاری صدا ہے
کہ ہوگا قیامت میں چاہا تمہارا

خدا کی قسم تمہارے نبی سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ اور مہربان مخلوق میں کوئی نہیں۔ تمہارے نبی نے تمہارے غم میں دن کا کھانا رات کا سونا ترک فرما دیا۔ تم رات دن گناہوں میں مشغول رہتے ہو مگر وہ تمہارے لئے رات رات بھر روتے رہے تم چین کی نیند سو رہے ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے راتوں رات جاگتے

Scanned with CamScanner

رہے۔ جب تک اس دنیا میں تشریف فرما رہے ایک آن کے لئے بھی تمہیں نہیں بھلایا۔ بار بار فرماتے رہے خدایا میری امت، میری امت اور رونے لگتے۔ روز پیدائش سے وفات تک تمہاری شفاعت اور غم خواری میں مشغول رہے۔ تم پروانہ کیطرح آگ میں گرتے پڑتے ہو اور تمہارے پیارے نبی تمہیں پکڑے روک رہے ہیں۔ جس روز آسمان پر بادل ہوتا تمہارے غم میں بے قرار ہو جاتے کہ کہیں ایسا نہ کہ بادل کے ذریعہ میری گنہگار امت پر عذاب نازل ہو جائے۔

اے مسلمانو! تم اپنے نبی سے بڑھ کر اپنا مہربان دنیا و آخرت میں کس کو پاؤ گے؟ دنیا میں تمہارے بہت خیر خواہ اور ہمدرد ہوں گے تم سے محبت کرنے اور تمہیں سہارا دینے والے ہوں گے۔ جیسے تمہاری ماں، تمہارے باپ، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے پیر، تمہارے استاذ۔ لیکن ذرا بتاؤ وہ کون سے ماں باپ ہیں جنہوں نے پیدا ہوتے ہوتے اپنی اولاد کو یاد کیا ہو؟ وہ کون سے پیر اور استاذ ہیں جنہوں نے پیدا ہوتے ہوتے اپنے مرید و شاگرد کو یاد کیا ہو؟ وہ کون سا بھائی یا دوست ہے جس نے پیدا ہوتے ہوتے اپنے بھائی یا دوست کو یاد کیا ہو؟ جواب نا کے سوا ہاں میں نہیں دے سکتے وہ صرف اور صرف تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ذات گرامی ہے جنھوں نے پیدا ہوتے ہی اپنی امت کو یاد کیا اور رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ فرمایا۔ قسم اس خدائے پاک کی جس نے اپنے محبوب کو ہم پر مہربان کیا۔ ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے پیارے اکلوتے بیٹے پر اتنی مہربان نہیں، جس قدر وہ اپنے امتی پر مہربان ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر روز وہ تمہارے لئے ستر بار مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ ہر پیر اور جمعرات کو تمہارے اعمال تمہارے پیارے نبی کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں نیکیوں

کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور گناہوں کو بخشواتے ہیں۔ جب معراج ہوئی وہاں بھی تمہیں یاد فرمایا جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اپنی قبر مبارک میں تمہیں یاد کیا اور قیامت تک تمہاری یاد میں امتی امتی فرماتے رہیں گے۔ قیامت کا دن عجب سختی کا دن ہوگا پیاس کی وہ شدت ہوگی کہ زبانیں سوکھ کر باہر آجائیں گی۔ گرمی ایسی ہوگی کہ بھیجے کھولتے ہوں گے۔ اس دن کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ اس روز بھی تمہارے پیارے نبی تمہارے غم میں بیقرار ہوں گے۔ مقدس آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہارہے ہوں گے۔ کبھی پل صراط کے کنارے کھڑے ہوں گے اور رورو کر تمہاری سلامتی کی دعا کررہے ہوں گے۔ الٰہی میری گناہ گار امت کو جہنم میں گرنے سے بچالے کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے تمہاری نیکیوں میں کمی دیکھیں گے شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوض کوثر پر جلوہ فرما ہیں اور پیاسوں کو سیراب فرمارہے ہیں۔ کبھی جہنم سے اپنی گناہ گار امت کو نکال رہے ہیں۔ غرض ہر جگہ انہیں کی دہائی، ہر شخص انہیں کو پکارتا، انہیں سے فریاد کرتا ہوگا۔ اور ان کے سوا کس کو پکارے؟ ہے کون؟ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے صرف ایک تمہارے محبوب ہیں جنہیں اپنی کچھ فکر نہیں صرف تمہارا غم ہوگا۔ اور کیوں نہ ایسا ہو کہ ان کے رب نے انہیں تمہارے لئے رؤف ورحیم بنایا ہے، رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن بنایا ہے۔ تمہاری جانوں کا تم سے زیادہ مالک انہیں ٹھہرایا ہے۔ تبھی تو رنج وغم میں تم ہو اور بے چینی تمہارے نبی کو ہورہی ہے۔

لہٰذا اے گنہگارو! اپنے غم خوار آقا و مولیٰ کے احسان کو مانو اور ان سے سچی محبت کرو۔ اور تمہارے نبی کے جتنے دشمن ہیں ان سب سے سچی عداوت ونفرت رکھو ورنہ ایمان کے امتحان میں فیل ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ تمہارے نبی کی عظمت ومحبت کا نام

ہی ایمان ہے بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے تو تم پر فرض ہے کہ جوان سے محبت رکھتا ہے اسے اپنا دوست اور مؤمن مسلمان مانو اور جوان کی شان پاک میں گستاخی کرتا ہے اسے اپنا دشمن اور شیطان جانو۔

اے نبی کے کلمہ پڑھنے والو! انصاف سے بتاؤ جو تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں اور کتابوں میں لکھتے اور چھاپتے ہیں کیا وہ تمہارے دوست اور مسلمان ہیں؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں تو پھر تم ان کے کلمہ، نماز اور روزے سے کیوں دھوکا کھاتے ہو۔ ابلیس سے بڑا نمازی کون ہوگا پھر اس کا انجام کیا ہوا۔

تم کہو گے کہ وہ کون لوگ ہیں جو پیارے نبی کی شان میں گندی گندی باتیں لکھتے اور چھاپتے رہتے ہیں۔

مسلمانو! سنو تمہارے پیارے نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے وہابی دیوبندی، ندوی، نیچری، تبلیغی، مودودی وغیرہم مرتدین ہیں اور ایک زمانے سے ایسی ناپاک حرکتیں کر رہے ہیں اور پھر اپنے کو پکا مسلمان اور نمازی کہلواتے ہیں۔ اگر تمہیں وہابیوں، دیوبندیوں کی گستاخی میں ذرہ برابر بھی شبہ ہو تو ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس فتاویٰ رشیدیہ، بہشتی زیور وغیرہ منگوا کر اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لو۔ وہ کتابیں آج بھی چھپ رہی ہیں اور دوکانوں میں فروخت ہو رہی ہیں نیز ان کی جانب سے مفت بھی تقسیم ہو رہی ہیں دیکھنے سننے کے بعد فیصلہ کرو ایسی گندی باتیں لکھنے والے، خدائے پاک اور اس کے محبوب کے دوست ہیں یا دشمن؟ اور وہ بولیاں محبت کی ہیں یا دشمنی

کی؟ اور اس میں خدا اور رسول کی تعریف ہے یا توہین؟ وہ بولیاں یہ ہیں:

ا:۔ حضور کے علم کی کیا خصوصیت ایسا علم غیب زید و عمرو بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے (ملخصا) (حفظ الایمان ص ۱۵/ از ملا اشرفعلی تھانوی)

۲:۔ شیطان اور ملک الموت کو نبی سے زیادہ علم ہے دلیل سے ثابت ہے۔ نبی کیلئے زیادہ علم ماننا شرک ہے اور جو شخص نبی کیلئے شیطان و ملک الموت سے زیادہ علم مانے وہ کافر و مشرک ہے۔ (ملخصا) براہین قاطعہ از ملا خلیل احمد انبیٹھوی)

۳:۔ حضور زمانے کے اعتبار سے آخری نبی نہیں ہیں حضور کے بعد بھی دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی سمجھنا جاہلوں کا خیال ہے۔ (ملخصا) تحذیر الناس از ملا قاسم نانوتوی)

۴:۔ خدا نے جھوٹ بولا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے۔ اصل عبارت وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے'' اور وقوع کذب تینوں زمانوں کو شامل ہے۔ (ملخصا) (دستخطی و مہری فتویٰ ملا رشید احمد گنگوہی منقول از ردشہاب ثاقب ص ۲۸۶/ بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت ص ۲۳۱/ روسنی دیوبندی اختلافات کا جائزہ ص ۱۳۳)

۵:۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ''مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں'' براہین قاطعہ ص ۵۱، از ملا خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ ملا رشید احمد گنگوہی) حالانکہ مدارج النبوۃ مترجم جلد اول ص ۱۷/ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس روایت کو بے اصل بتایا ہے اور مردود قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے ''اس کلام کی کوئی اصل نہیں اور نہ اس قسم کی کوئی صحیح

روایت وارد ہے۔

۶:۔ خدا کے دربار میں انبیاء اولیاء ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔(ملخصا) تقویۃ الایمان از ملا اسمٰعیل دہلوی)

۷:۔ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔(ملخصا)(ایضاً)

۸:۔ حالت نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ کا دھیان باندھنا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بدرجہا بدتر ہے۔نماز پڑھنے کی حالت میں سرکار کی طرف خیال لے جانے سے نمازی شرک سے قریب ہوجاتا ہے۔(ملخصاً صراط مستقیم از ملا اسمٰعیل دہلوی)

۹:۔ مرتد غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتایا اور اس میں دعوئ نبوت ورسالت کیا اور صاف لکھ دیا ''اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔(بحوالہ حسام الحرمین ص ۶۷ رمطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۳۰ھ والعیاذ باللہ سبحنہ تعالیٰ)

ملاّ تھانوی، نانوتوی، انبیٹھوی، گنگوہی اور مرتد غلام احمد قادیانی کی کھلی ہوئی گستاخیوں کے سبب مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ کے ۳۳ ر اکابر علمائے اسلام نے فتاویٰ حسام الحرمین میں اور ۲۵۴ علمائے ہند وپاک نے (الصوارم الہندیہ مطبوعہ جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ اورنگ آباد مہاراشٹر ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۰۱۷ء) میں حکم شرعی صادر کیا کہ ان لوگوں نے چونکہ خدا ورسول کی شان میں شدید گستاخی کی ہے اس لئے یہ پانچوں مولوی خارج از اسلام کافر ومرتد ہیں اور جو شخص ان لوگوں کے گستاخانہ اقوال پر آگاہ ہوتے ہوئے ان کو کافر نہ مانے اور ان کے عذاب

ہونے میں شک کرے تو بحکم شریعت مطہرہ وہ بھی اسی طرح کافر ہے۔ان سے اسلامی رشتہ قائم کرنا حرام ہے، ان کے پیچھے نماز ادا کرنا حرام و باطل ہے۔ان کا ذبیحہ مردار و حرام ہے، ان کے ساتھ نکاح حرام و باطل و محض زنا ان کی نماز جنازہ، ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا غرضیکہ کوئی برتاؤ مسلمان جیسا کرنا دین کے حق میں زہر قاتل ہے۔

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی؟

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

اے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لینے والو! انصاف کرو اگر آج تم نہیں کرو گے تو تمہارا رب ایک دن ضرور انصاف فرمانے والا ہے۔تم سمجھتے ہو کہ وہابی سنی کا اختلاف صرف نیاز، فاتحہ، میلاد، تیجہ، دسواں، بیسواں، گیارہویں اور شب براءت کے حلوے کا ہے۔نہیں نہیں۔دھوکا نہ کھاؤ اصل اختلاف ایمان وکفر کا ہے۔فساد کی جڑ وہ گالیاں ہیں جو وہابیوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ان گالیوں میں چند گالیوں کو میں نے بطور نمونہ اوپر نقل کیا ہے۔اس قسم کی گالیوں اور گستاخیوں سے وہابیوں، دیوبندیوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔اگر آج بھی وہابی دیوبندی اپنی کتابوں سے ان گالیوں کو نکال کر ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے توبہ تجدید ایمان کر کے عقیدہ اہلسنت قبول کرلیں تو سب اختلاف ختم ہوجائے گا اور جب تک ایسا نہیں کر رہے ہیں تو انصاف سے تمہیں بتاؤ وہابی، دیوبندی تمہارے پیارے نبی کی شان میں گستاخیاں لکھتے، چھاپتے بانٹتے رہتے ہیں اور ہم ان کے امتی ہوکر چپ چاپ بیٹھے رہیں؟ رد نہ کریں؟ اور الگ نہ

رہیں؟ انصاف کو آواز دو۔ انصاف کہاں ہے؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اے مسلمانو! تمہارے باپ، بیٹے، بھائی کو اگر کوئی برا کہہ دے، گالی دے دے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہو، غصہ میں جل بھُن اٹھتے ہو حالانکہ ایسے موقع پر تمہیں صبر کرنا چاہئے۔ تو کیا تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت تمہارے باپ، تمہارے بیٹے اور برادر وغیرہ سے کم ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ساری عزتیں اور بڑائیاں نبی کی عزت وعظمت پر قربان ہیں پھر کیوں پالیسی سے کام لیتے ہو۔ خدا ورسول کے معاملہ میں چاپلوسی کیوں کرتے ہو؟

اے مسلمان کہلانے والو! کیا تمہیں ہمیشہ اسی دنیا میں رہنا ہے؟ یہاں سے جانا نہیں ہے؟ کیا قیامت نہ آئے گی؟ کیا حشر قائم نہ ہوگا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منہ دکھانا نہیں ہے؟ کیا ان کے سامنے شفاعت کیلئے ہاتھ پھیلانا نہیں ہے؟ خدا کیلئے اپنا ایمان سنبھالو! خدا کے قہر سے ڈرو! پیارے نبی سے حیا کرو! آخرت کا سامان درست کرو! خواب غفلت سے جاگو! جس کسی سے اپنے پیارے نبی کی ادنیٰ توہین سنو پھر وہ تمہارے جگر کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اس سے دور بھاگو، خدا ورسول کے دشمنوں کو اپنا دشمن مانو! ان سے تعلق کو آگ جانو! ہوش میں آجاؤ ورنہ تمہارے دل اندھے ہو جائیں گے۔ تمہارا ایمان تمہارے سینوں سے نکل جائے گا۔ تمہارے نکاح ٹوٹ جائیں گے۔ میں جانتا ہوں حق کڑوا لگے گا مگر کوئی مسلمان تو ایسا نکلے گا کہ رب کے حضور گردن جھکا کر سچے دل سے سنے

دیکھے۔حق و باطل کو ایمان کی ترازو میں پرکھے، اور اگر سب پر وہی عناد و مکابرہ کا داغ تو وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ. اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ الْمُشْتَکیٰ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْر وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم.

خدا ورسول اور پیشوایان حق کے فرامین

قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان کے ص ۱۳۴/ پر سورۂ آل عمران کے آیت کریمہ ۱۸۷/ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں، علم دین کا چھپانا ممنوع ہے، حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے دریافت کیا گیا، جس کو وہ جانتا تھا اور اس نے اس کو چھپایا، روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ مسئلہ: علما پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہونچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کے لیے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم اس وقت ظاہر کرے، جو ایسا نہ کرے گا تو اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (فتاویٰ الحرمین ص ۵۶)

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: تمہارے لیے تمہارا سب سے زیادہ مہربان و رفیق تمہارا دین ہے۔ اس لیے کہ بندے کی نجات

Scanned with CamScanner

دین کی پیروی کرنے میں ہے اور اس کی ہلاکت اس کی مخالفت میں ہے۔
(کشف المحجوب ص ۱۱۹ / از داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ)

ایک اندوہ ناک خبر
جس سے اکثر اہلسنت ناآشنا ہیں

الصوارم الہندیہ کے ص ۲۰۶ پر فتاویٰ حسام الحرمین کی تصدیق فرمانے کے بعد سجادہ نشیں حضرت پیر سید سید و میاں قادری علوی قدس سرہٗ مقام ماتر ضلع کھیڑ گجرات تحریر فرماتے ہیں ''جن علمائے کرام حرمین محترمین کی اس پر تصدیقات ہیں ان پر اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت و رضوان نازل ہو۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ مجھے وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقرظین و مصدقین (یعنی تقریظ لکھنے والے اور تصدیق فرمانے والے چوٹی کے فقہائے اسلام) میں جو باقی تھے یا ان کی اولاد میں جو باقی بچے رہ گئے تھے انہیں اس بڑھوتی عمر میں دیوبندیوں کا پیشوا ملا خلیل احمد انبیٹھوی نے عرب شریف پر (نجدیوں کی حکومت ہو جانے کے بعد) وہاں جا کر اپنے آقایان نعمت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کروا دیا''۔

ان خبثاء مرتدین کو توبہ و رجوع کی توفیق تو ملتی نہیں مگر اہل حق پر ظلم و ستم اور ایذا پہونچانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔ اچھا انہیں توبہ کی توفیق کیوں نہیں ملتی ہے اسے عرفاء نے جو بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے ''وہ غیرت والا معبود نہیں چاہتا کہ اس کے محبوب کی توہین کرنے والا عذاب سے بچ جائے۔ اسے عذاب جہنم میں

محصور رکھنے کے لیے توبہ سے دور رکھتا ہے اسے گوارا نہیں کہ توہین رسول کرنے والا اس کی رحمت سے ادنیٰ حصہ بھی پائے (فتاویٰ شارح بخاری ج ۳ رص ۲۹۴)

لہٰذا اے خوش عقیدہ مسلمانو! تم بارگاہ احدیت جل جلالہ میں رو رو کر فریاد کرو اور گڑگڑا کر دعا کرو کہ تو حرم کعبہ کو، حرم نبوی کو، گنبد خضراء کو، حجاز مقدس کو وہابیوں کے تسلط سے آزاد فرمادے۔ آمین ثم آمین

غلطی کو غلطی ماننا حق پسندی ہے

حضرت محبوب ملت علامہ مفتی محبوب علی خاں علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور شیر بیشۂ اہلسنت کی تین نصیحتیں بہت تاکیدی تھیں۔ (۱) اسلام وسنیت پر تصلّب و پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنا۔ (۲) دشمنان خدا اور سول (جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم) جیسے وہابی، دیوبندی، رافضی، مودودی وغیرہم سے قطعاً دور رہنا۔ (۳) اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اس کی غلط تاویل کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا۔ غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع کرنا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔ (سوانح شیر بیشۂ اہلسنت ص ۱۹۵ ملخصاً)

حضور شیر بیشہ اہل سنت کی قبر انور سے آج بھی یہ صدائے دل نواز محسوس ہوتی ہے سنّی رہنا، سنی جینا، سنی مرنا، سنی اٹھنا خبردار، خبردار کسی گستاخ، کسی بدمذہب سے یارانہ نا کرنا۔

Scanned with CamScanner

رافضیوں کے عقائد اور ان کا شرعی حکم

آج کل کے رافضی علی العموم کافر و مرتد ہیں ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جو بحمدہ تعالی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد پورا نہ رہا، اس میں کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں صحابہ کرام نے معاذاللہ کم کر دیں اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولی علی و دیگر ائمہ اطہار کرّم اللہ تعالی وجوہہم اگلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل تھے اور یہ دونوں عقیدے خالص کفر ہیں، جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف، ایک نقطہ کی نسبت ادنیٰ احتمال کے طور پر کہے کے شاید کسی نے گھٹا دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا تو کافر ہے اور قرآن عظیم کا منکر ہے۔ یونہی جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ بھی کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۹)

امام نسفی بحر الکلام پھر تفسیر روح البیان میں ہے، رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور ان کی اولاد کے لیے میراث ہوگئی ہے، اور اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں، تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم اور نص صریح کا منکر ہے۔ یونہی جسے ختم نبوت میں کوئی شک ہو وہ بھی کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۱۵ ص ۷۲۷)

خلیفہ معتصم باللہ کے دور ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا حضرت

Scanned with CamScanner

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب وفاء الوفا جلد اول ص ۴۲۹ر پر تحریر فرماتے ہیں "اس زمانہ میں مسجد نبوی شریف اور مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ تھا۔ قاضی شہر اور مسجد نبوی کے امام وخطیب سب روافض ہی تھے یہاں تک کہ ابن فرحون کا بیان ہے کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں اہل سنت وجماعت کی کتابوں کو علانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ والرضوان اس زمانے کا ایک دوسرا بھیانک اور عبرت انگیز واقعہ اسی کتاب وفاء الوفا جلد اول کے ص ۱۷۴ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ حلب (شام) کے رافضیوں کی ایک جماعت سے مدینہ کا حاکم مل گیا اور بہت سا مال وزر رشوت لے کر ان لوگوں کو حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جسم مبارک کو نکال کر لے جانے کی اجازت دے دی۔ اور جب وہ لوگ زمین کھودنے کے لیے بہت سے ہتھیار اور ساز وسامان لے کر باب السلام سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور حجرہ شریف کی طرف چلے تو حضرت شیخ شمس الدین صواب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سنی صحیح العقیدہ اور خادم حرمین نبوی کے افسر تھے وہ اس واقعہ کے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: وَاللّٰہ مَاوَصَلوا المنبرَ حَتّیٰ ابتلعتھم الارضُ جمیعھم ماکَانَ مَعَھُم مِنَ الْالاَتِ وَلَم یبقیٰ لھم اثرَ یعنی خدا کی قسم وہ لوگ ابھی منبر شریف تک بھی نہ پہونچے تھے کہ اچانک ان کو اور ان کے سارے ساز وسامان کو زمین نگل گئی اور ان کا نام ونشان مٹ گیا۔ (بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول ص ۵۶ر اور خطبات محرم ص ۶۴ر مصنفہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ)

اس کے بعد انہیں شیخین کریمین کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کا عبرتناک انجام صاحب روح البیان پارہ ۵ر ص ۸۴ر پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ ایک قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا تھا، ہم نے ایک شخص کو امیر قافلہ منتخب کر کے اس کی ہدایت پر سفر کرتے رہے۔ چلتے چلتے ہم ایک جگہ رات گزارنے کیلئے اترے تو وہ بدبخت یعنی ہمارا امیر قافلہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کو گالیاں دینے لگا ہم نے اسے ہر چند سمجھایا لیکن اس نے ہماری ایک نہ مانی۔ جب ہم صبح کو اٹھے اور وہاں سے چلنے کیلئے سامان سفر باندھا تو حسب دستور اس کے سفر کی تیاری کے آثار نظر نہ آئے۔ ہم چل کر اس کے یہاں پہونچے تاکہ معلوم کریں کہ کیا ماجرا ہے کہ آج وہ سفر کیلئے تیار نہ ہو رہا ہے۔ آ کر دیکھا تو وہ جانور کی شکل میں تبدیل ہو چکا تھا اور لوگ اس کے پاوں ایک بڑی چادر سے ڈھانکے ہوئے تھے، ہم نے اسے علیحدہ کیا، تو دیکھا کہ اس کے پاوں خنزیر کی طرح ہو گئے تھے۔ ہم نے اس کا سامان سفر باندھا اور اسے پکڑ کر اس کی سواری پر بیٹھایا لیکن وہ سواری سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور خنزیر کی طرح تین آواز نکالا اور بھاگ کر خنزیروں سے جاملا۔ پھر مکمل خنزیر کی شکل میں ہو گیا۔ اس کے بعد ہم میں سے کوئی اسے پہچان نہ سکا کہ ان خنزیروں میں ہمارا امیر قافلہ کونسا ہے۔ یعنی مکمل طور پر خنزیر ہی ہو گیا"۔

اسی طرح چشم و چراغ خاندان برکات نور العارفین، سرکار نوری میاں مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت مرشد المرشد اچھے میاں قدس سرہما میرے جدے امجد کے علاتی بھائی جما میاں کے تعزیہ کو جو انہوں نے خانقاہ میں بنایا تھا۔ خانقاہ سے نکال باہر کروایا حالانکہ آپ نے کبھی فقیری اور درویشی وغیرہ کسی بات کو دعویٰ کے ساتھ نہیں فرماتے تھے، لیکن اس وقت غصہ کی شدت میں اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا اے جما!

جس رافضی کو چاہو، اس کی قبر کھول کر دیکھ لو اگر وہ انسان کی بجائے سوّر نہ ہو تو فقیر کو فقیر نہ کہنا (سراج العوارف ص ۱۷۷)

رافضی کو شیعہ بھی کہتے ہیں یہ بہت پرانا فرقہ ہے یہ لوگ تینوں خلفائے راشدین کے ساتھ ساتھ دیگر صحابہ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں شدید گستاخی کرتے ہیں۔ اس فرقے کا زور ہندوپاک میں روز بروز بڑھتا جارہا ہے اجمیر شریف کے بعض مجاور پکے رافضی ہو چکے ہیں اور اپنے افکار فاسدہ کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں اور مشغول ہیں۔ خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں انتہائی توہین آمیز کلمات کہتے ہیں۔ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہتے ہیں، رضویوں اور بریلویوں کو یہ خارجی فرقہ بتاتے ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت سے انتہائی درجہ حسد و بغض کا اظہار کرتے ہیں ان لوگوں نے دیار غریب نواز میں "سلام اعلیٰ حضرت" پڑھنے پر سخت پابندی عائد کر رکھی ہے۔ اہل بیت کے نام پر سنی مسلمانوں کو بدعقیدہ اور بے دین بنانے کا سلسلہ جاری ہے ایسے نازک وقت میں مسلمانان اہل سنّت کو ایسے عقیدے والوں سے دور و نفور رہ کر اپنا دین و ایمان بچانا فرض ہے۔

صحابہ کے دشمن رہیں خوار ہر جا محبوں پہ فضل خدا تاج والے
نہ لے کافروں سے مدد کوئی سنّی صلح کل کے فتنے مٹا تاج والے
تمہارے دشمنوں کے سر کچلنے کو رہیں قائم
غلامان شہ احمد رضا خاں یارسول اللہ

(خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ہدایت رسول علیہ الرحمہ)

Scanned with CamScanner

تصدیق وتائید

فاضل بغداد، حضرت علامہ انیس عالم سیوانی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماحی رفض و تفضیل ونصب وخروج
حامی دین وسنّت پہ لاکھوں سلام
مومنیں پیش فتح وپسِ فتح سب
اہل خیر وعدالت پہ لاکھوں سلام

حضرت صوفی باصفا، خلیفہٴ بدر ملت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ دام فیضہ نے روافض کے سلسلے میں جو باتیں تحریر فرمائی ہیں وہ ماشاء اللہ بہت عمدہ ہیں، انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہچانے کی ضرورت ہے۔

آج کی مذہبی ضرورت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت اور ائمہٴ مساجد اپنی تحریروں، تقریروں میں دیوبندیوں، وہابیوں کیساتھ ساتھ رافضیوں کی بدعقیدگی اور بددینی سے عوام اہل سنت کو آگاہ کریں۔

بہت سے ڈپلی کیٹ، بنے ہوئے، نام کے سید اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کے پردے میں صحابہٴ کرام کی توہین اور رافضیت کی تبلیغ کررہے ہیں۔

ان کا مقصد اہل بیت نبوت کی تعریف وتوصیف نہیں اور نہ ہی اہل بیت سے ان کا کوئی تعلق۔ وہ اہل بیت کا نام لیکر ان پاک اور مقدس ناموں کے بہانے

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار، وفا شعار صحابہ کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں، تصوف، صوفیت، پیری مریدی یا سیدی کی آڑ میں رافضیت کا ننگا ناچ نا قابل قبول بلکہ گمراہی ہے۔

صحیح النسب سادات کرام ہرگز ہرگز نہ کسی صحابی کی توہین کرتے نہ ان کی شان گھٹاتے بلکہ وہ کسی عام اہل ایمان کی بھی تحقیر گوارہ نہیں کرتے چہ جائیکہ اصحاب رسول اکرم جن کے بارے میں قرآن میں آیا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور اللہ نے تمام صحابہ کیساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا (سورۃ النساء آیت ۹۵) سارے کے سارے صحابہ بشمول حضرت امیر معاویہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابوسفیان، حضرت حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین دنیا جہان کے تمام اہل ایمان سے افضل و بہتر ہیں، انبیاء کے بعد بشر میں کوئی بھی شخص کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحیح النسب سادات کرام کی محبت و تعظیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے سبب ہے اور ان حضرات عالیہ سے محبت اور ان کا احترام درحقیقت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے محبت ہے اور اہل بیت کرام کی تعظیم و توقیر اہل ایمان کی پہچان ہے، مگر ہر تعظیم و توقیر شریعت کے دائرے ہی میں محمود، شریعت سے باہر جو تعظیم ہوگی وہ محمود نہیں مکروہ ہوگی۔

آج کل جس طرح خانقاہوں، درگاہوں سے رفض وخروج کی اعانت ہو رہی ہے وہ سنیت کے لیے زہر ہلاہل ہے، ہر وہ شخص جو مزاروں پہ مجاوری کر رہا ہے، یا جو مزارات اولیاء پہ جاتا ہے یا کسی پیر یا بابا سے تعلق رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اس کے

عقائد اہل سنت کے موافق ہوں، بہت سے لوگ اپنی ضرورت یا تجارت وروزی روٹی کے سبب مزاروں اور درگاہوں پہ بیٹھے ہیں۔ مزارات اولیاء سے ان جیسوں کی وابستگی عقیدت ومحبت کی بنا پر نہیں بلکہ دنیاوی مجبوری ہے ان کے عقائد وہابیوں، دیوبندیوں اور شیعوں کے ہیں۔

واضح رہے کہ وہابیہ دیابنہ اپنے عقائد کفریہ خبیثہ کے باعث اور روافض اپنے من گڑھنت فرضی عقائد اور جھوٹی محبت اہل بیت کے سبب گمراہ بددین ہیں اور جس کے عقائد میں قرآن میں کمی یا بیشی ہو چکی معاذ اللہ، یا جو حضرت علی کو خدا مانتے ہیں یا انبیاء سے افضل بتاتے ہیں یا صحابہ کی تکفیر اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے منکر ہیں وہ سب دائرۂ اسلام سے خارج کافر ومرتد ہیں، اس قسم کے باطل عقائد خواہ کسی پیر کے ہوں یا صوفی کے یا مجاور کے یا کسی نام نہاد سید کے وہ اس کا اہل سنت سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق ورشتہ نہیں، کوئی دیوبندی، وہابی یا شیعہ رافضی لاکھ مرتبہ اپنے کو سید بتائے یا یہ کہے کہ وہ فلاں حضرت کا بیٹا وجانشین ہے مسلمانوں کو اس کے فریب میں نہ آنا چاہئے، اس قسم کے بہت سے رافضی تبرائی اجمیر شریف اور دوسری درگاہوں پہ تقیہ کر کے سنیوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔

اہل سنت کے علماء، ائمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عوام کو بار بار یہ بتائیں کہ مزارات پہ بیٹھے ہوئے جاہل، دنیا دار، شریعت وسنیت سے بیزار مجاوروں، خادموں اور باباؤں کو ہرگز ہرگز روپیہ پیسہ نہ دیں اور نہ ان کے ہاتھوں سے چادر پھول پیش کروائیں، ایسے مجاور جو داڑھیاں منڈائیں، تاش کھیلیں، نوجوان عورتوں کے بدن پر ہاتھ رکھ کر دعا کریں، منت پوری ہونے کے لیے پیسے کا

Scanned with CamScanner

مطالبہ کریں، فلمیں دیکھیں، وہ نہ پیر نہ فقیر نہ بابا بلکہ شیطان کے چیلے ہیں۔ان سے دور رہنے ہی میں ایمان وعقیدے کی خیر ہے، بی جے پی حکومت میں جب دہشت گردی کے الزام میں وہابیوں دیوبندیوں کی دھر پکڑ شروع ہوئی تو کوئی سہارا نہ پاکر جمعیت العلمائی مولوی سرکار خواجہ پاک کی بارگاہ میں پہنچ گئے، ظاہر ہے وہ عقیدت میں تو گئے نہیں۔اس لیے کہ وہابی عقیدے کے مطابق جتنے اولیاء اللہ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب مر کر مٹی میں مل گئے، یہ مزارات شرک کے اڈے ہیں، ان کو توڑ دینا ہی حقیقی توحید ہے معاذ اللہ رب العالمین، غرضیکہ جمعیت العلمائی مولویوں کا اجمیر شریف میں جلسہ کرنا اور حاضری دینا اور بے بہرے ضمیر فروش لالچی مجاوروں کا ان بدعقیدوں کے سروں پر پگڑ باندھنا، پولیس سے بچنے بچانے کی ترکیب اور سنی عوام کو فریب دینے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔اس لیے دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ کہیں آپ بھی کسی فرضی سید اور نام نہاد پیر بابا کے چکر میں پڑکر رافضیت کے شکار تو نہیں بن گئے ہیں۔

اہل سنت میں سادات کے مشہور گھرانے بلگرام شریف، کالپی شریف مارہرہ شریف اور مسولی شریف وغیرہ ان کے علاوہ بھی بہت سے سادات کرام کے خانوادے ہیں وہ سب ہمارے لیے قابل احترام ہیں، لیکن آج کل جس طرح نئے نئے سادات کی انٹری ہورہی ہے پھر ان سے بدمذہبی ظاہر ہورہی ہے وہ سنیت کے لیے خطرے کا الارم ہے، سید کے نام پر بعض ہمارے خطباء، شعرا اور جھوٹے، احمق ناظم فوراً ہی کسی کو اولادِ رسول، اولادِ علی، اولادِ فاطمہ، اولادِ غوث اعظم بتانے لگتے ہیں، پھر ان کی جھوٹی سچی، من گڑھت کہانیاں اور فرضی کرامتوں کا ذکر خبیث، بہت افسوس کی بات ہے۔

Scanned with CamScanner

ان خطبا، علما، شعراء اور بالخصوص نظمائے اجلاس سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ کسی کو بھی ان الفاظ سے موسوم کرنے سے قبل اس کے عقائد تو معلوم کرلیں، ایسا نہ ہو کہ جس کی دست بوسی، قدم بوسی کر کے آپ نے اپنی ٹی آر پی بڑھائی وہ شخص حضرات شیخین ابوبکر وعمر وحضرت سیدنا عثمان ذوالنورین، وحضرات سادا تنا طلحہ، زبیر، امیر معاویہ، ابوسفیان وعمرو بن العاص وام المومنین سیدہ صدیقہ عائشہ وبنات رسول پاک سیدہ زینب ورقیہ وام کلثوم کے منکر و گستاخ ہو۔

اللہ ایسے فساق فجار روافض، خوارج ننگ دین، ننگ اسلام، شیطان صفت، پیر، فقیر، بابا، مجاوروں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

آج کے دور میں سچی سنیت کی پہچان حسام الحرمین اور فتاویٰ رضویہ ہے جس کا اجمالی نام "مسلک اعلیٰ حضرت" ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا وہ مطلب نہیں جو کچھ چالاک قسم کے مولویوں، پیروں، فقیروں اور قلمکاروں نے نکال رکھا ہے کہ ضرورت سمجھ کر اعلیٰ حضرت کی تعریف کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت پر اداریہ اور مضمون لکھتے، کتابیں اور رسالے تصنیف کرتے فضائل اعلیٰ حضرت پر لمبے چوڑے مضمون تحریر کرتے، لچھے دار تقریریں کرتے۔ لیکن در پردہ مسلک کی جڑ کاٹتے ہیں۔

کہیں وہابیوں سے یاری، کہیں دیوبندیوں سے رشتہ داری، کہیں رافضیوں سے ملنساری، عجیب وغریب ہے صلح کل کی مہاماری۔

ایسے چاپٹر لوگوں سے بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے یہ چالباز لوگ اعلیٰ حضرت کے نام سے دھوکہ دینے کی کوشش کررہے ہیں، بہت سے ان میں سچا پکا اعلیٰ

حضرت والا ظاہر کرتے ہیں، بتاتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا مرید وخلیفہ ہوں، کوئی دعویدار ہے کہ سرکار مفتی اعظم کا خاص الخاص مرید، بعض اپنے کو خلیفہ بتاتے ہیں حالانکہ ان کی حرکتیں ایسی کہ مسٹر طاہر الپادری کی روح شرما جائے، جو شخص مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کا مرید وخلیفہ ہوگا وہ ان بزرگوں کے فکر ونظر کا حامی و مبلغ ہوگا نہ کہ نعرہ اعلیٰ حضرت کا اور کام اشرف علی تھانوی والا، یہ کون سی سنیت ہے؟ اسی قسم کے اندیشوں کو آج سے کچھ نصف صدی پیشتر محسوس کر کے حضرت سید العلماء علامہ سید آل مصطفیٰ میاں مارہروی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا تھا:

یا الٰہی! مسلک احمد رضا خاں زندہ آباد
حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

اور امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنان صحابہ کو رگڑا دیتے ہوئے خوب ارشاد فرمایا:

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفض وخروج
چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
جس کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

(مولانا) انیس عالم سیوانی، لکھنؤ

۲۵ر ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا شاہ علم الہدیٰ قادری اورنگ آبادی علیہ الرحمہ کے انمول ارشادات

افسوس ہے زمانہ موجودہ کے ان علماء اور فقراء پر جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور صورت عالمانہ اور درویشانہ بنائے ہوئے ہیں لیکن ایمان وعقائد اسلام کی درستگی سے منزلوں دور ہیں بلکہ بدمذہبوں، بددینوں کافروں، مشرکوں، مرتدوں یعنی وہابیوں، دیوبندیوں، ندویوں، تبلیغیوں، مودودیوں اور صلح کلیوں سے اتّفاق واتّحاد قائم کرتے اور ان سے یارانہ دوستی گانٹھتے ہیں اور امتیاز ایمان وعقائد اسلام اٹھا بیٹھے ہیں، حتی کہ حلال وحرام کی تمیز بھی اکثروں میں باقی نہ رہی پھر معرفت الٰہی وجستجوئے حقیقت ومجاہدات وریاضات سے ایسوں کو کیا علاقہ، ایسوں کا حال حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر کے مصداق ہے ؎ پیرے کہ کامرانی وتن پروری کند او خوایشتن گم است کرا رہبری کند، یعنی ایسا پیر جو مقصد برآری اور تن پروری میں لگا رہتا ہے وہ خود بھٹکا ہوا ہے تو دوسروں کی کیا رہبری کرے گا۔

لباس عالمانہ اور خرقہ درویشانہ زیب تن کرکے طلب دنیا میں مست اور آخرت سے برگشت صرف ترقی معاشرت دنیائے فانی کے حصول کو کمال جانتے ہیں ۔اے ایمان والو! خوب یاد رکھو کہ علمائے حقانی اور فقرائے ربانی، دولت مندوں، دنیا پرستوں، گمراہوں مشرکوں، کفاروں اور کلمہ گو منافقوں، مرتدوں سے ہرگز ہرگز کوئی واسطہ اور کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں اور مقولہ مقبولاں سے یہ ہے کہ ’’دولت مندوں، گمراہوں اور غضب الٰہی میں پڑنے والوں کی صحبت ومحبت

علما، فقرا کے لیے زہر قاتل ہے" بندگان مقبولان الٰہی کا یہ ارشاد فیض بنیاد ہے کہ بمقدار ایک ذرّہ بھی دوستی یا مروّت دنیا پرستوں کی جس عالم یا جس درویش کے دل میں جگہ پکڑ گئی تو وہ عالم ربانی اور درویش صمدانی نہیں بلکہ مردود شریعت وطریقت اور حقیقت ہے۔

کاملین بندگان الٰہی فرماتے ہیں کہ فقیر اور عالم دین کو چاہیے کہ مشتبہ مال سے نہ کھائے کہ اس سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور قلب کی روشنی مٹ جاتی ہے، بلکہ حلال غذا بھی اتنی نہ کھائے کہ جس سے یاد مولیٰ تعالیٰ میں غفلت پیدا ہو، صحت وزندگانی جہان فانی کے مطابق غذائے قلیل پر اکتفا کرے کم کھانے کے یہی معنیٰ ہیں۔اور رات بھر غافل ہو کر نہ سوئے کہ اس سے بھی غفلت کی سیاہی غالب آجاتی ہے صرف بضرورت اتنا سونا چاہیے کہ حواس بگڑنے نہ پائیں، حتی الوسع رات کا زیادہ حصہ ذکر وفکر، مطالعہ اور عبادت الٰہی میں گزارنا چاہیے کم سونے کے یہی معنیٰ ہیں۔ عالم اور فقیر احکام اللہ اور احکام الرسول کے خلاف کبھی ہرگز ہرگز کلام نہ کرے کہ خلاف شرع بات کرنے والے کے سارے اعمال برباد کردیے جاتے ہیں کم بولنے کے یہی معنیٰ ہیں۔ امتیاز حق وناحق کی تعلیم عالم اور فقیر کا شیوہ ہے، جس عالم اور فقیر نے امتیاز حق وناحق کے موقع پر اگر اپنی زبان کو خلق میں بدنامی کے خوف سے روکے رکھا تو وہ عالم وفقیر نہیں بلکہ گونگا شیطان ہے کہ عبد کا خوف کرتا ہے اور اپنے خالق سے نہیں ڈرتا ہے۔

(منقول از مواعظ وھاج ص ۵۵)

تبلیغی جماعت کے متعلق اہم فتویٰ (از حضور شیر سنت)

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ وہابیوں، دیوبندیوں ہی کی تحریک وہابیت و دیوبندیت ہے۔ وہابیوں، دیوبندیوں نے یہ دیکھ کر کہ اب مسلمانان اہلسنت ہوشیار خبردار ہو گئے ہیں تو انہوں نے مسلمانان اہل سنت کو پھانسنے کے لیے طرح طرح کے جال بنا رکھے ہیں کہیں جمیعۃ العلماء کا جال ہے تو کہیں مومن کانفرنس کا فریب ہے تو کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے۔ تو کہیں نمازی فوج کا دھوکہ ہے غرض کہ طرح طرح کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ہمارے سیدھے سادے بھولے بھالے سنی مسلمان دھوکے میں آجائیں۔

پیارے سنی بھائیو! میں عرصۂ دراز سے تم کو خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں خصوصاً وہابیوں دیو کے بندوں سے ہوشیار و خبردار کر رہا ہوں، ہوشیار خبردار ہرگز ہرگز دھوکے میں نہ آنا چاہے یہ کتنے لباسوں میں صورت دکھائیں مگر فریب میں نہ آنا ان کے جال میں نہ پھنسنا۔ سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کریں ان کے ساتھ جا کر پروپیگنڈہ نہ کریں ان کے جلسوں میں جانے سے قطعاً پرہیز کریں، جس طرح وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مرتدوں، بدمذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے اسی طرح تبلیغی جماعت کے جلسوں میں شریک ہونا حرام ہے اور اس سے بچنا فرض ہے۔ دہلی میں ایک شخص مولوی الیاس تھا جو کہ مولوی اشرف علی تھانوی کا خلیفہ اور بھانجا تھا اسی نے دیوبندیت کے جال میں سنیوں کو پھانسنے کے لیے یہ تبلیغی جماعت قائم کی۔ (ترجمان اہل سنت جلد دوم حصہ یازدہم ص ۱۷)

پردہ جنتی نعمت ہے

سوال: عورتوں کے لیے شرعی پردہ کسے کہتے ہیں؟
جواب: مسلمان آزاد عورت کے لیے شرعی پردہ یہ ہے کہ اجنبی مردوں، فاحشہ اور بدکار عورتوں سے اپنے وجود کو چھپائے رکھیں، حتی کہ اپنی آرائش وزیبائش اور اپنی آواز کو بھی ان سے پوشیدہ رکھیں اور بلاضرورت شرعیہ خود بھی انہیں نہ دیکھیں۔ اور اگر بضرورت گھر سے انہیں نکلنا بھی ہو تو اس طرح نکلیں کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے سوا پورا جسم اس طرح چھپا ہوا ہو کہ بالوں کی سیاہی وسفیدی اور جسم کی ساخت بھی ظاہر نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا زیور زیب تن ہو جس کی آواز دوسرے تک پہنچ سکے۔ جن عزیزوں سے پردہ واجب ہے وہ لوگ ہیں جن سے فی الحال نکاح اگرچہ ناجائز ہے لیکن کسی وقت درست بھی جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے اور چچازاد ماموں زاد، خالہ اور پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ و دیور یعنی ان لوگوں سے بھی عورت کو پردہ کرنا واجب ہے۔

کتبہ: **محمد قدرت اللہ رضوی**

مفتی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارت نگر یوپی

(منقول از ماہنامہ فیض الرسول ماہ نومبر ۱۹۹۰ء ص ۴۵)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشیں، یعنی خیموں سے مراد جنتی گھر ہیں جو ایک موتی کی خیمہ کی طرح ہیں یعنی ہر مومن بیویاں، حوریں صرف اپنے خیموں میں رہتی ہیں کہیں باہر نہیں جاتیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں پردہ ہوگا۔ پردہ جنتی نعمت ہے، بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورت مرد مخلوط اور ننگے ہوں گے، تیسرے یہ کہ متقی پرہیزگار سے بھی پردہ لازم ہے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۸۵۱ / از حکیم الامت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ)

قرآن مجید کی تفسیر خزائن العرفان کے ص ۱۳۴ / پر سورۂ آل عمران کے آیت کریمہ ۱۸۷ / کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں، علم دین کا چھپانا ممنوع ہے، حدیث شریف میں آیا کہ جس شخص سے دریافت کیا گیا، جس کو وہ جانتا تھا اور اس نے اس کو چھپایا، روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ مسئلہ: علما پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہونچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غیر فاسد کے لیے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے گھر میں پردہ ہے وہ جنتی گھر ہے۔ پروردگار عالم مسلمانوں کو اپنے گھروں میں اسلامی پردہ رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پیش کردہ: فقیر قادری عفی عنہ

Scanned with CamScanner

تعظیم نبی جان ایمان ہے

مسلمان کی سب سے قیمتی دولت ایمان واسلام ہے، جان قربان کر کے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ جنت میں داخلے کی شرط ایمان ہے۔ عمل سے جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی صبح کرے گا اس حال میں کہ مؤمن ہوگا اور شام تک کافر ہوجائے گا، اور شام کرے گا اس حال میں کہ مؤمن ہوگا اور صبح تک کافر ہوجائے گا۔ ماں، بہنوں کو بھی چاہیے کہ اپنے گھروں میں دینی محفل کے نام پر جمع ہوں اور عقائد اہلِ سنت بیان کریں اور بدعقیدگی سے بچنے کی تلقین کریں۔ دنیا میں ہمارا مرکز مدینہ منورہ ہے اور بھارت میں بریلی شریف۔ نجات پانے والی جماعت صرف جماعت اہلِ سنت ہے جسے "مسلک اعلیٰ حضرت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قبر میں ایمان کا امتحان لیا جائے گا اور حشر میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ جو چیز سب سے پہلے والی منزل میں پوچھی جائے گی جس پر سارے اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا دارومدار ہے اُس کی کوئی فکر نہیں اور جو بعد میں دریافت کی جانے والی ہے تبلیغی وہابی پارٹی اس کا خوب پرچار کر رہی ہے۔ اب بتایئے وہ دل کے اندھے ہیں یا نہیں؟ شیطان بہت بڑا نمازی تھا۔ وہ خداوند قدوس کے سجدے کا منکر نہ تھا۔ تعظیم نبی کا انکار کیا تو جنت سے نکال دیا گیا، لعنت کا طوق اس کی نمایاں نشانی ہے۔ جس بنیاد پر شیطان جنت سے نکال دیا گیا وہ ہے "انکارِ تعظیم نبی" جب انکار کرنے پر فرشتوں کا اُستاذ اندر سے باہر کر دیا گیا تو گستاخانِ نبی باہر سے کیسے اندر جائیں گے؟ شیطان اس راز سے بخوبی واقف ہے کہ عقیدہ خراب کروادو اور عمل خوب کراؤ، کچھ بھی کام آنے والا نہیں ہے۔

پیش کردہ

فقیر قادری عفی عنہ

۲۶؍ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ

9764135477

Tanzeem Faizan-e-Ala Hazrat
Sewendih, Azad Nagar, Dist. Bokaro (Jharkhand)

Scanned with CamScanner

طالبِ دُعا
محمّد عرفان رضا قادری

تنظیم فیضانِ اعلیٰ حضرت
رضی اللّٰہ عنہ

سیونڈیہ آزادنگر بکارو اسٹیل سٹی
جھارکھنڈ

+916204351217

5:28 pm ✓

Scanned with CamScanner